ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ

۲۰ ستمبر ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلٰوةُ اللَّیْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ رمضان کے روزوں کے بعد افضل روزہ خدائی مہینہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ اَکْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنَّهٗ کَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ کُلَّهٗ، وَفِیْ رِوَایَةٍ: کَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینہ کے روزے نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے کہ آپ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ شعبان کے روزے رکھتے تھے مگر تھوڑے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ مُجِیْبَةَ الْبَاهِلِیَّةِ عَنْ اَبِیْهَا اَوْ عَمِّهَا اَنَّهٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَاَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ وَقَدْ تَغَیَّرَتْ حَالُهٗ وَهَیْئَتُهٗ۔ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَعْرِفُنِیْ؟ قَالَ: "وَمَنْ اَنْتَ؟" قَالَ: اَنَا الْبَاهِلِیُّ الَّذِیْ جِئْتُكَ عَامَ الْاَوَّلِ۔ قَالَ: "فَمَا غَیَّرَكَ وَقَدْ کُنْتَ حَسَنَ الْهَیْئَةِ" قَالَ: مَا اَکَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ اِلَّا بِلَیْلٍ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "عَذَّبْتَ نَفْسَكَ!" ثُمَّ قَالَ: "صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَیَوْمًا مِنْ کُلِّ شَهْرٍ" قَالَ: زِدْنِیْ فَاِنَّ بِیْ قُوَّةً، قَالَ: "صُمْ یَوْمَیْنِ" قَالَ: زِدْنِیْ، قَالَ: "صُمْ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ" قَالَ: زِدْنِیْ۔ قَالَ: "صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ"، وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَضَمَّهَا ثُمَّ اَرْسَلَهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

ترجمہ: حضرت مجیبۃ الباہلی اپنے والد یا اپنے چچا سے نقل کرتی ہیں کہ ان کے والد یا چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر وہ چلے گئے اور ایک سال کے بعد پھر حاضر ہوئے اور ان کی حالت وہیئت (بہت) بدل چکی تھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ مجھ کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں وہ باہلی شخص ہوں جو کہ پہلے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم میں یہ تبدیلی کیونکر ہوگئی درآنحالیکہ تم اچھے خوبصورت تھے۔ تو باہلی نے کہا۔ میں جب سے آپ کے پاس سے گیا۔ تو سوائے رات کے کبھی کھانا نہیں کھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تو نے (کیوں) اپنے نفس کو عذاب دیا۔ پھر فرمایا رمضان المبارک کے مہینہ کے روزے رکھو اور ہر مہینہ میں ایک دن۔ باہلی نے عرض کیا اور اضافہ فرما دیجئے۔ اس لئے کہ میرے اندر (اس کی) طاقت ہے آپ نے فرمایا۔ دو دن (ہر مہینہ میں) باہلی نے کہا۔ کہ کچھ اضافہ کیجئے۔ فرمایا۔ تین دن کے روزے رکھو۔ کہا۔ کچھ اور زیادتی کیجئے فرمایا (یہیں) اشہر حرم کے روزے رکھو۔ پھر چھوڑ دو۔ اشہر حرم کے روزے رکھو۔ پھر چھوڑ دو۔ اشہر حرم کے روزے رکھو۔ پھر چھوڑ دو۔ اور پھر آپ نے اپنی تینوں انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ پہلے ان کو ملایا پھر چھوڑ دیا (مطلب یہ کہ تین روزے رکھو اور تین دن چھوڑ دو) اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔ اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صِیَامِ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، فَقَالَ: "یُکَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشورا کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سال گذشتہ کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَئِنْ بَقِیْتُ اِلٰی قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر آئندہ سال تک میں زندہ رہا تو نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ (اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَمَا یَخْشٰی اَحَدُکُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ، اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات کا خوف نہیں رکھتا کہ جب امام سے پہلے اپنا سر اٹھائے تو اللہ رب العزت اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو اللہ تبارک وتعالے گدھے کی صورت بنا دے۔ (بخاری ومسلم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴	۲۶ رجمادی الثانی ۱۳۸۸ ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۶۸ ء	

لمحۂ فکریہ

حالات پر نظر دوڑایئے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے گی کہ عصر جدید ظلمت و جہالت کے اعتبار سے زمانہ ما قبل از اسلام سے بھی زیادہ تاریک اور بدتر ہے اور اسے علم و عرفان کی ضیاپاشیوں کی سخت ضرورت ہے اور یہ روشنی اس دَور کو صرف حکیم کائناتِ، فخر موجودات، خاتم الانبیاء جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے والے سچّے اور جاں نثار علمائے ربانییّن ہی سے مل سکتی ہے۔ مگر بدقسمتی سے جو کام ہمیں نبی آخرالزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام لیواؤں کی حیثیت سے کرنا چاہیئے۔ ہم اس سے قطعی غافل ہیں —— ذہن انسانی خلاقی تحقیق و تجسس اور طب و جراحت کی کامیابیوں اور کامرانیوں پر نازاں اور آسمانوں پر کمندیں پھینکنے کی فکر میں ہے اور کوئی بعید نہیں کہ کسی وقت انسان چاند اور ستاروں پر زندگی کی دوڑ دوڑتا دکھائی دے۔ مگر اخلاقی، معاشرتی، سیاسی اور انسانی اعتبار سے انسان تباہی کے جس بحرِ عمیق میں گر چکا ہے وہاں سے صرف کوئی معجزانہ ہاتھ ہی اسے باہر نکال سکتا ہے —— عوام مذہب سے بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں، خوفِ خدا دلوں سے بتدریج اٹھ رہا ہے اور ہر شخص حرص و آز اور خود غرضی کے پنجے میں جکڑا ہوُا دکھائی دیتا ہے اور محسوس یہی ہوتا ہے کہ اس کی گرفت اس پر اب کبھی ڈھیلی نہیں ہوگی۔ ان حالات میں علماءِ حق اور درد دل رکھنے والے اہل ایمان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تباہی و بربادی کے اس سیلِ رواں کو بند باندھنے اور حالات کے دھارے کا رخ بدلنے کے لئے پوری قوت اور شد و مد کے ساتھ میدان میں اتریں اور اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کا سپاہی ہونے کا حق ادا کر دیں —— اس میں شک نہیں کہ ایسے مردانِ کار موجود ہیں اور اہلِ حق کا گروہ اس صورتِ حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دن رات کوشاں ہے اور دنیا کے ہر خطّے میں اللہ کے کچھ بندے کائناتِ ارضی کے انسانوں کو اخلاقی، مادی، معاشرتی اور روحانی ادبار و تنزّل کے گرداب سے نکالنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ مگر اہلِ حق کی ان منتشر جماعتوں اور مردانِ کار میں تنظیم، مرکزیت، اتحادِ فکر و عمل اور منصوبہ بندی کا فقدان ہے جس کی وجہ سے کوئی مؤثر اور نتیجہ خیز صورت سامنے نہیں آتی —— پس ضروری ہے کہ ایک مقصد کو سامنے رکھ کر اس کے حصول کے لئے موثر طریقِ کار وضع کیا جائے اور اپنی تمامتر سرگرمیاں اس کے لئے وقف کر دی جائیں اور جدید حالات کا مقابلہ دینِ حق پر قائم رہ کر اللہ کے دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ کر اور سنتِ نبوی ؐ و آثارِ صحابہ ؓ کو پیشِ نظر رکھ کر موجودہ دَور کے تقاضوں کے مطابق کیا جائے —— دینِ حق غیر متبدل، امٹ اور ہر دَور کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور قیامت تک کے لئے کافی، وافی، شافی ہے —— بات صرف اتنی ہے کہ اس کی برتری ثابت کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے میں وہ محنت اور طریقِ کار اختیار نہیں کیا جا رہا جس کی عصرِ حاضر میں سخت ضرورت ہے۔ اللہ تعالٰے ہمیں اسی دین پر قائم رکھے۔ اسی کے لئے تن من دھن نچھاور کرنے اور اس کی نشر و اشاعت میں تمام کوششیں اور تدابیر صرف کرنے اور فکر و نظر کے تمام زاویے اور گوشے استعمال کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

جعلی پیر

(ترجمہ ایڈیٹوریل روزنامہ پاکستان ٹائمز مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۶۸ء)

انسپکٹر جنرل آف پولیس نے صوبہ بھر میں پولیس افسروں کو جعلی پیروں اور مصنوعی "ماہرین روحانیات" پر کڑی نظر رکھنے کی ہدایات جاری فرما کر نہایت بروقت اقدام کیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے بجا طور پر نشاندہی فرمائی ہے اس طرح کے جعلی پیر نہ صرف گھناؤنے قسم کے جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں بلکہ یہ لوگ مذہب کو بھی بدنام کر رہے ہیں۔ یہ لوگ صحیح اہل اللہ اور حقیقی بزرگانِ دین کی تعظیم اور مقبولیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی مطالب برآری کرتے ہیں۔ لیکن سچے ماہرین روحانیات اور ٹھگوں میں تمیز کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اول الذکر اپنی پاکدامن اور سادہ زندگی، دنیاوی عیش و عشرت اور طمع سے نفرت، خلقِ خدا سے ہمدردی اور بعید از قواعدِ طبعی طاقت رکھنے کے دعاوی کی مخالفت سے پہچانے جا سکتے ہیں۔ مؤخرالذکر بالعموم ان پڑھ، جاہل، بیوقوف، طمعی، عیار اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عیاشانہ زندگی کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ ان کی مثال ایک ایسے نیم حکیم کی سی ہے جو اپنے چند حاشیہ نشینوں کی مدد سے سادہ لوح عوام کو آسانی سے دھوکہ دے سکتا ہے۔ بعض ایسی سماجی وجوہات بھی ہیں جو ایسے لوگوں کی مذموم حرکات کو آسان بناتی اور عام ٹھگوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں کہ وہ مذہب کے لبادہ میں خلقِ خدا کو گمراہ کر سکیں — مثلاً روایتی قسم کے توہّمات، جہالت، افلاس،

(باقی ص ۱۰ پر)

مجلسِ ذکر ۴ رجمادی الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۶۸ء

ذاکرین کی معیّت

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم —— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ :—

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ : بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :—

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا (پ۱۵ س کہف آیت ۲۸)

ترجمہ: تو اُن لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اُسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو اُن سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے، اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گذرا ہوا ہے۔

ذاکرین کی سنگت کا حکم

بزرگانِ محترم! معزز حاضرین و محترم خواتین! حضرت رحمۃ اللہ علیہ سورۂ کہف کی اس آیت کو اکثر و بیشتر پڑھا کرتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اپنے تئیں انہی لوگوں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے رہتے ہیں (یعنی ذکر اللہ کرتے رہتے ہیں) اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تیری نگاہیں ان سے ہٹنے نہ پائیں (یعنی تو ان کی نگاہوں کے اور وہ تیری نگاہوں کے سامنے رہیں یعنی ان کی سنگت تازیست قائم رہے، تاحیات ان کے ساتھ وابستگی رہے)۔

حدیث شریف سے تائید

قرآن حکیم کی اس آیت کے ساتھ ساتھ ایک حدیث بھی سماعت فرما لیجئے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ۔ قَالَ: لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! احکام اسلام میرے لئے بہت ہو گئے تو مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلایئے کہ میں اس کو لازم پکڑ لوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تیری زبان برابر اللہ تعالےٰ کے ذکر سے تر رہے (یعنی ہمیشہ تو ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے) اب ایک طرف اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے، دوسری طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ان دونو ارشادات کی روشنی ہی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مجلس کا اجراء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تازیست ہماری نسلوں کو بھی اسے نبھانے کی توفیق دے۔

انگریز کی اسلام دشمنی

انگریز نے حضرتؒ کو ہتھکڑی لگا کر لاہور میں نظربند کیا وہ سمجھتا تھا کہ کراچی، دلّی، سندھ اور دیگر مقامات میں کچھ نہ کچھ اسلام کا چرچا ہے، وہاں ان کی واقفیت ہے، وہاں تو انہیں دین اسلام کی تبلیغ سے روکا نہیں جا سکتا اور دین کی دن بدن ترقی ہو رہی ہے، فتوحات ہو رہی ہیں ان کو اُن سے الگ کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ لاہور جیسی گم کردہ راہ فضا میں ان کو پابجولاں کر کے پہنچا دیا جائے۔ جہاں مشرکانہ رسوم اور بدعات رائج ہیں۔ انگریز نے بڑی چالاکی اور عیّاری سے کلکتہ، بمبئی، بنگال وغیرہ کو کاروباری مراکز بنا دیا وہاں ملیں جاری کر دیں اور یہاں کے لوگ چونکہ کڑیل تھے، جواں ہمت تھے، صحت مند تھے، اس لئے انگریز نے یہ تدبیر نکالی کہ یہ لوگ زمین میں کام کریں اور ان کی گذر اوقات نہ ہو سکے تو پھر مجبور ہو کے انگریز کے رنگروٹ بنیں۔ اور پھر اس بدبخت انگریز نے صرف یہ نہیں کہ اُن افواج کو فقط جرمنی میں استعمال کیا، بلکہ عراق عرب پر، ترکوں پر، خانہ کعبہ پر اور سرحدی قبائل پر ان سے گولیاں چلوائیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ان بدبختوں کے لئے ہزار دعائیں کی جائیں یہ معاف نہیں کئے جا سکتے (جنہوں نے خانہ کعبہ پر گولیاں چلائیں، مسلمان عورتوں کو بیوہ اور مسلمان بچّوں کو یتیم کیا یہ لوگ ابدی جہنمی ہیں) اب اندازہ لگایئے اس سرزمین پر انگریز نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو محض اس لئے رکھا کہ یہ ٹوڈیوں کا علاقہ ہے۔ یہ سینماؤں، فلم آرٹسٹوں کی سرزمین ہے، اسکولوں، کالجوں کا شہر ہے۔ یہ یہاں بے بسی کے عالم میں پڑے رہیں گے۔ لیکن اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ حضرتؒ کا تعلق جن علماء ربانی کے ساتھ تھا وہ ظاہر و باطن کے جامع تھے وہ جہاں جائیں گے علوم قرآنی کی شمع فروزاں کر کے اپنا ایک الگ جہان بسا لیں گے چنانچہ یہی ہوا کہ جب حضرتؒ یہاں تشریف لائے تھے اس وقت انہیں یہاں کوئی جانتا نہ تھا نہ پہچانتا تھا لیکن جب اس مردِ درویش کا جنازہ اٹھا تو لاہور کے در و دیوار گریہ کناں تھے اور لاکھوں انسان نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)



۱۹ ر جمادی الثانی ۱۳۸۸ ھ مطابق ۱۳ ر ستمبر ۱۹۶۸ ء

ایمان اور اعمالِ صالحہ لازم و ملزوم ہیں

اور

فرائض و اعمال کی بجا آوری جنّت میں جانے کے لئے ضروری ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی : امّابعد : فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم :-

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ۝ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ۝

(پ ۶ س المائدہ آیت ۹-۱۰)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ کیا ایمان والوں سے اور نیک عمل کرنے والوں سے کہ ان کے واسطے ہے بخشش اور بڑا ثواب، اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخ والے ہیں۔

محترم حضرات! سارے دین کا خلاصہ دو جملوں میں بتا دیا گیا ہے کہ مسلمان کو دو ہی قسم کے کام کرنے ہیں — اللہ کی بندگی اور مخلوق کے ساتھ انصاف — پھر ایمان والوں سے وعدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نہ صرف اُن کی خطائیں ہی اپنی رحمت سے معاف کر دیں گے بلکہ ان کے نیک کاموں کے بدلے انہیں بڑے بڑے انعام دئے جائیں گے اور وہ جنت میں بڑے آرام اور چین سے خوش و خرم رہیں گے۔ اس لئے یہ ہرگز نہ سوچنا چاہیئے کہ دنیا میں نیک کاموں کا کوئی پھل نہیں — اللہ تعالےٰ نیک کام کرنے والوں کو دنیا میں بھی غلطیوں سے بچا کر سیدھے راستے پر چلائے گا اور پھر آخرت میں بھی ان پر بڑے بڑے انعام ہوں گے اور وہ ہمیشہ خوش و خرم رہیں گے — اس کے بعد ارشادِ ربانی ہے کہ جن لوگوں نے ہمارا انکار کر دیا اور قرآن شریف کی آیتوں کو جھوٹا سمجھ بیٹھے اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت نہ مانی وہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کہ ان کی نادانیوں کا نتیجہ اچھا نہ ہو گا — دنیا میں تو ان کو شاید کچھ ڈھیل بھی دے دی جاتی اس لئے کہ شاید عقل سے کام لے کر ایمان لے آئیں۔ اور کفر چھوڑ دیں مگر مرنے کے بعد اگر وہ کفر ہی کی حالت میں مر گئے تو وہ بُری طرح دوزخ کے ایندھن بنیں گے۔

برادرانِ عزیز! یہ بات ہر مسلمان کو ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور ایمان اور اعمالِ صالحہ دونو ہی ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ ایمان بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور ایمان کی بنیاد پر اعمالِ صالحہ کی جو عمارت استوار ہوتی ہے اس کا نام اسلام ہے۔

یاد رکھئے! خدا تعالےٰ کی توحید، رسولوں کی رسالت، ان کی بندگی کا اعتقاد اور جنت و دوزخ کے وجود کو تسلیم کرنا جزءِ ایمان ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔

ارشادِ نبویؐ حدیث شریف میں آتا ہے ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے (جو سب کی سب ضروری ہیں) ان میں کوئی جزء بھی دوسرے جزء کے بغیر مقبول نہیں۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا معبود کوئی نہیں ہے اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اللہ تعالےٰ، اُس کے فرشتے، اُس کی کتابوں، اُس کے رسولوں، جنّت و دوزخ پر یقین رکھنا اور اس پر کہ مرنے کے بعد پھر (حساب و کتاب کے لئے) جی اٹھنا ہے۔ یہ ایک بات ہوئی اور پانچ نمازیں اسلام کا ستون ہیں، اللہ تعالیٰ نماز کے بغیر ایمان بھی قبول نہیں کرے گا۔ زکوٰۃ گناہوں کا کفارہ ہے زکوٰۃ کے بغیر اللہ تعالیٰ ایمان اور نماز بھی قبول نہیں کرے گا۔ پھر جس نے یہ ارکان ادا کر لئے اور رمضان شریف کا مہینہ آ گیا اور کسی عذر کے بغیر اس میں روزہ نہ رکھے تو اللہ تعالےٰ نہ اس کا ایمان قبول کرے گا اور نہ نماز اور زکوٰۃ۔ اور جس شخص نے یہ چار رکن ادا کر لئے اس کے بعد اسے حج کرنے کی بھی وسعت ہوئی پھر اس نے نہ خود حج کیا اور نہ اس کے بعد کسی دوسرے عزیز نے اس کی طرف سے حج کیا تو اس کا ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزے کچھ قبول نہیں۔ (الحلیہ) (ترجمان السنہ صفحہ ۵۸)

حاصل یہ نکلا کہ ایمان دین کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے :-

عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے

ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! اگر ایک نصرانی شخص انجیل پر تو عمل کرتا ہے اور اسی طرح ایک یہودی اپنی تورات پر تو عمل کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر بھی ایمان رکھتا ہے مگر اس کے باوجود آپ کے دین کی پیروی نہیں کرتا تو فرمایئے اس کا کیا حکم ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو نصرانی اور یہودی میری خبر سن پائے پھر میرے دین کی پیروی نہ کرے تو وہ دوزخ میں جائے گا (دارقطنی)

خلاصہ یہ ہوا کہ ایمان صرف اقرار اور تصدیق کا نام نہیں دین اسلام میں داخل ہو جانے اور اس کے تمام احکام کی بجاآوری کا نام ہے۔

برادرانِ اسلام! کتاب و سنت کے مطالعہ سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے۔ اور کلمہ طیبہ پڑھنے کا بدیہی مفہوم یہ ہے کہ قلب میں اللہ کے سوا رب، اسلام کے سوا دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور رسول کی تلاش باقی نہ رہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کو رب، اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر راضی ہو گیا۔ اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ کو یہ خوش خبری بہت امید افزا معلوم ہوئی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مکرر فرمایئے۔ آپ نے پھر وہی ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ ایک بات اور بھی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ بندہ کے لئے جنت میں سو درجے بلند کرتا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین اور آسمان کے درمیان — انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ بات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ کے لئے جہاد کرنا، اللہ کے لئے جہاد کرنا، اللہ کے لئے جہاد کرنا۔ (مسلم)

شہادتین کی فضیلت

ثوبانؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بندہ صبح و شام تین بار یہ کلمات پڑھ لیتا ہے۔ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا (میں اللہ کی ربوبیت اور اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر دل سے رضامند ہو گیا) تو اللہ تعالےٰ اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے کہ قیامت کے دن اس کو راضی کر دے۔ (احمد، ترمذی)

اعمال و فرائض کی اہمیت

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کی نگرانی کے لئے ایک شخص تعینات تھا جس کا نام کرکرہ تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا وہ تو دوزخ میں ہے۔ (یہ سن کر) صحابہؓ اس کا سامان ٹٹولنے لگے۔ دیکھا تو اس میں (مال غنیمت کا) ایک عبا ملا جو اس نے خیانت کر کے چرا لیا تھا —

ایک اور روایت میں آتا ہے۔ ثوبانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک سفر میں فرمایا۔ آج شب ہم اندھیرے اندھیرے روانہ ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہمارے ساتھ وہ شخص نہ چلے جس کے پاس کمزور یا کڑوے مزاج کا اونٹ ہو۔ اس کے بعد بھی ایک شخص نے اپنی کڑوی اونٹنی کس لی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس پر سے گرا اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ آپؐ نے اس کے دفن کرنے کا حکم دیا۔ پھر بلالؓ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جنت کسی نافرمان کے لئے حلال نہیں ہے۔ انہوں نے حسب الحکم یہ اعلان فرما دیا۔ (حاکم)

بدبخت شخص

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ میں کوئی نہ جائے گا مگر بدبخت — دریافت کیا گیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) بدبخت کون شخص ہوگا؟ فرمایا۔ جو اللہ کے واسطے کوئی نیک کام نہ کرے اور اس کے ڈر سے کوئی گناہ نہ چھوڑے۔ (ابن ماجہ)

ناقص اسلام

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسلام یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، باضابطہ نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو، بھلی بات بتایا کرو، بری سے روکا کرو (گھر میں آ کر) گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ جو شخص ان باتوں میں کوئی بات نہیں کرتا وہ اسلام کا ایک جزء ناقص کرتا ہے اور جو ان بہت سی کو چھوڑ دے تو اس نے اسلام سے اپنی پشت ہی پھیر لی۔ (حاکم)

حاصل یہ نکلا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فیصلہ اور حکم پر رضا و تسلیم کے ساتھ سر نہیں جھکاتا، وہ مومن نہیں اور جو شخص فرائض و اعمال ادا نہیں کرتا وہ مواخذہ سے بری نہیں اگرچہ توحید و رسالت کا معترف ہی کیوں نہ ہو۔

بہرحال آیت مذکورہ بالا سے جہاں اچھے اور بروں کا انجام سامنے آتا ہے وہیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور فرائض و اعمال کی انجام دہی جنت میں جانے کے لئے ضروری ہے۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے تمام احکام دل و جان سے بجا لائے گا جنت میں جائے گا اور جو نافرمانی کرے گا اور قرآن عزیز کی آیات کو جھٹلائے گا جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا — فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خواتینِ اسلام سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں!

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزَاةٍ فَاَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاٰى النَّمَطَ فَجَذَبَهُ حَتّٰى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَاْمُرْنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ۔
(رواہ البخاری ومسلم) مشکوٰۃ شریف ص۳۸۵

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار جہاد کے لئے تشریف لے گئے، آپؐ کے پیچھے میں نے ایک اچھا عمدہ کپڑا خریدا جس میں باریک جھالر تھی اور اس کپڑے کو بطور پردہ (دروازہ پر) لٹکا دیا۔ جب آپؐ تشریف لائے۔ تو اس کپڑے کو دیکھ کر (اس زور سے) کھینچا کہ جس سے وہ چاک ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں فرمایا کہ پتھروں کو اور کپڑوں کو کپڑے پہنائیں۔

تشریح: گھروں کی سجاوٹ پر پیسہ خرچ کرنا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ تھا۔ اسی لئے آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا لگایا ہوا خوبصورت پردہ چاک کر دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں فرمایا کہ پتھروں کو اور مٹی کو کپڑے پہنائیں۔ جہاں تک دروازہ پر غیروں کی نظروں سے بچنے کے لئے پردہ ڈالنے کا تعلق ہے وہ ٹاٹ یا موٹے سستے کپڑے سے بھی ہو سکتا ہے۔ قیمتی یا خوبصورت پردہ لٹکانا اس مقصد کے لئے کوئی ضروری نہیں ہے۔ اس زمانہ میں دیواروں اور دروازوں اور کھڑکیوں پر پردے لٹکانے کا فیشن ہو گیا ہے۔ محض سجاوٹ اور زیب و زینت کے لئے قیمتی اور خوبصورت پردے لٹکائے جاتے ہیں اور اس میں مسلمانوں کے لاکھوں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ پاس پڑوس اور شہر و دیہات کے لاتعداد انسانوں کے پاس تن پوشی کے لئے کچھ نہیں ہے اور ہم غیروں کی دیکھا دیکھی در و دیوار کو پوشاک پہنا کر اپنے لئے لذتِ نظر کا انتظام کر رہے ہیں، کرتوں اور قمیصوں کے دامن بھی تو اچھی طرح اونچے ہو گئے ہیں، گویا اپنے تن سے بچا کر در و دیوار میں لگا دیا جاتا ہے۔ انسانوں کی حاجتیں اٹکی ہوئی ہیں اور اینٹ و پتھر کے ساتھ سخاوت ہو رہی ہے، درحقیقت یہ سبق عملی طور پر غیروں نے پڑھایا ہے۔ اگر اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر چلنے کا ارادہ کرتے تو کبھی فضول خرچی کی طرف ذہن بھی نہ جاتا۔ پھر یہ بات عجیب ہے کہ شرعی پردہ تو خواتین چھوڑتی جا رہی ہیں اور جو پردہ نامحرموں کی نظروں سے بچانے کے لئے تھا وہ در و دیوار کی آرائش کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے، پارکوں اور کپڑے کی مارکیٹوں میں بے حجابانہ منہ کھولے پھرتی ہیں، ذرا سا نقاب چہرے پر ڈالنے کو آمادہ نہیں اور بڑی قیمت کے پردے بلا ضرورت دیواروں پر سجے ہوتے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سجاوٹ، طہارت، نظامت تین چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سجاوٹ تو اردو لفظ ہے اس کا مطلب سب ہی جانتے ہیں اور طہارت پاکیزگی کو اور نظامت، صفائی ستھرائی کو کہتے ہیں۔ طہارت کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (سورہ بقرہ)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالےٰ بہت توبہ کرنے والوں اور خوب پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اور نظامت کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبویؐ ہے کہ تَنَظَّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ (ترمذی شریف) (یعنی اپنے گھروں کے سامنے پڑی ہوئی جگہوں کو صاف ستھری رکھا کرو) لیکن سجاوٹ کا خاص اہتمام کرنا اور اس کے لئے مستقل چیزیں خریدنا اور ذہن کو اس میں الجھانا اور وقت اور پیسہ خرچ کرنا محمود و محبوب نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طریقہ پر چلائے۔ آمین۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ (رواہ البخاری ومسلم) مشکوٰۃ شریف ص۳۸۵)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے (ایک مرتبہ) ایک غالیچہ خرید لیا جس میں تصویریں تھیں۔ جب اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپؐ دروازے پر کھڑے رہ گئے اور

اندر داخل نہ ہوئے۔ میں نے آپؐ کے چہرۂ مبارک پر ناگواری محسوس کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتی ہوں اور اللہ کے رسولؐ سے معافی چاہتی ہوں، مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا؟ آپؐ نے فرمایا۔ یہ غالیچہ یہاں کیونکر آیا؟ میں نے عرض کیا یہ آپؐ کے لئے میں نے خریدا ہے تاکہ اس پر تشریف رکھیں۔ اور اس کو تکیہ کی جگہ (بھی) استعمال فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے دن ان تصویر والوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو کچھ بنایا تھا اس میں جان ڈالو اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

تشریح اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) تصویر والا کپڑا، گدا، غالیچہ، قالین اور دوسری چیزیں مثلاً کیلنڈر، برتن، فرنیچر گھر میں، دفتر میں، دکان میں رکھنا حرام ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر والا غالیچہ گھر میں دیکھا تو دروازہ کے باہر ہی کھڑے ہوگئے اور اندر تشریف نہ لائے۔

۲۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویر ہو، حدیث میں تو مطلق مطلق فرشتوں کا ذکر ہے مگر دیگر آیات و احادیث کے پیش نظر علماءِ حدیث نے بتایا ہے کہ یہاں رحمت کے فرشتے مراد ہیں کراماً کاتبین اور موت کے فرشتے مراد نہیں کیونکہ ان کو حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے حاضر رہنا پڑتا ہے البتہ تصویروں سے ان کو بھی ناگواری ہوتی ہے۔ مگر امتثال حکم کے لئے موجود رہتے ہیں، جو لوگ فرشتوں پر ایمان نہیں رکھتے یا خدائے پاک کی اس معصوم مخلوق کی اذیت کا خیال نہیں کرتے وہی تصویریں گھر میں رکھ سکتے ہیں — اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

تصویریں، گھر، دفتر، مکان، دکان میں رکھنا یوں بھی حرام ہے۔ مگر فرشتوں کو چونکہ ان سے تکلیف پہنچتی ہے اس لئے گناہ اور شدید ہو ہو جاتا ہے۔ فرشتوں کو جن کاموں سے تکلیف ہو، شریعت مطہرہ میں ان سے بچنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی یہ بدبودار درخت یعنی پیاز کھائے وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے کیونکہ اس چیز سے فرشتوں کو (بھی) تکلیف ہوتی ہے جس سے انسان دکھ پاتے ہیں (مشکوٰۃ شریف) (یعنی بدبو فرشتوں کو ناگوار ہے۔ جیسا کہ انسانوں کو بری لگتی ہے۔ لہٰذا بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ جاؤ۔ خواہ وہاں کوئی آدمی بھی نہ ہو کیونکہ فرشتے تو موجود ہیں۔ بدبو دور ہونے کے بعد جا سکتے ہو) نیز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بجز (پیشاب) پاخانہ اور بجز خاص وقت کے ننگے نہ رہا کرو (خواہ تنہائی میں ہو) کیونکہ تمہارے ساتھ وہ مخلوق ہے جو خدا نہیں ہوتی (یعنی فرشتے) ان سے شرم کرو اور ان کا احترام کرو (مشکوٰۃ عن الترمذی) جن چیزوں کی شرعاً ممانعت ہے ان سے شیاطین خوش ہوتے ہیں، ان سے خدائے پاک کے معصوم فرشتے کیونکر راضی ہو سکتے ہیں؟ جو لوگ تصویر گھر میں رکھتے ہیں یا کسی اور طرح کے منکرات و فواحش میں مبتلا ہیں شیطان کو خوش کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مقدس فرشتوں کو ناراض کرتے ہیں، کیسی ناسمجھی ہے۔

۳۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن تصویر والوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو یہ تصویریں بنائی ہیں ان میں جان ڈالو۔ یہ حکم بطور سرزنش اور ڈانٹ کے ہوگا۔ کیونکہ جان تو نہ ڈال سکیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو میری طرح خلقت پیدا کرنے لگے۔ اگر پیدا کرنے کا حوصلہ ہے تو ایک ذرہ یا ایک حبہ یا ایک جَو کا دانہ پیدا کر کے دکھائیں یعنی ایک ذرہ بھی وجود میں نہیں لا سکتے ہیں، پھر صورتیں بنانے کے شغل میں کیوں لگے ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا۔ جو صفت خلق میں اللہ تعالیٰ کے مشابہ بنتے ہیں (یعنی تصویریں بناتے ہیں) نیز ارشاد فرمایا کہ ہر مصوّر کو اس کی بنائی ہوئی صورتوں کے ذریعہ عذاب دیا جائے گا، جتنی صورتیں بناتی تھیں ان میں سے ہر تصویر ایک جاندار چیز ہوگی جس کے ذریعہ اسے عذاب ہوگا — نیز ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہونگی جن سے دیکھتی ہوگی اور دو کان ہوں گے جن سے سنتی ہوگی اور زبان ہوگی جس سے بولتی ہوگی (اور) وہ کہے گی کہ تین طرح کے لوگ میری سپرد کئے گئے ہیں۔

۱۔ ہر ظالم شخص (۲) ہر وہ شخص جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود بنایا (۳) تصویر بنانے والے لوگ (یہ سب احادیث مشکوٰۃ شریف باب التصاویر سے لی گئی ہیں۔)

مسئلہ: جس چیز میں جان نہ ہو اس کی تصویر بنانا اور گھر میں رکھنا درست ہے جیسے درخت وغیرہ۔ ہاں اگر کوئی ایسی چیز ہے جو کفر کا شعار ہو تو بے جان کی تصویر سے بھی پرہیز لازم ہے جیسے عیسائیوں کی صلیب وغیرہ۔

مسئلہ: ٹیلیویژن سیٹ استعمال کرنا بھی حرام ہے کیونکہ اس کی وضع ہی تصاویر کے لئے ہے۔

تنبیہ: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ حدیث میں جس تصویر کشی کی ممانعت ہے وہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے متعلق ہے اور کیمرہ سے جو تصویر اتاری جاتی ہے وہ چونکہ ہاتھ سے نہیں بنائی جاتی اس لئے وہ جائز ہے۔ یہ خیال غلط اور فاسد ہے شیطان کی سمجھائی ہوئی دلیل ہے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

حافظ نور محمد انور

سلام اس پر جو کامل واقفِ رازِ نبوّت تھا
سلام اس پر جو بے شک مظہرِ نورِ حقیقت تھا

سلام اس پر گواہی دینِ حق کی جس نے دی پہلے
سلام اس پر کہ تصدیقِ نبوّت جس نے کی پہلے

سلام اس پر جو یکسر پیکرِ حلم و مروّت تھا
سلام اس پر کہ جس کے دل میں روشن مہرِ وحدت تھا

سلام اس پر جو دنیا میں نبیؐ کا جانشیں ٹھہرا
سلام اس پر جو بعدِ مرگ جنّت کا مکیں ٹھہرا

سلام اس پر جو تھا محبوبِ حق کا عاشقِ کامل
سلام اس پر لقب صدیق کا جس کو ہوا حاصل

سلام اس پر نبیؐ کے ساتھ جو دن رات رہتا تھا
سلام اس پر جو سچّی بات سُنتا اور کہتا تھا

سلام اس پر عدوئے دیں کو نیچا جس نے دکھلایا
جہاں میں جس نے ہر سُو پرچمِ اسلام لہرایا

سلام اس پر نبیؐ کے ساتھ جو آرام فرما ہے
دل و جاں سے ہر اک سچّا مسلماں جس کا شیدا ہے

سلام اس پر کہ رتبہ مل گیا جس کو صداقت کا
سجا ہے جس کے سر پر تاجِ انوارِ خلافت کا!

★

پاکستان کا مقصد وجود

ذیل میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ معرکۃ الآرا تقریر پیش خدمت ہے جو قرارداد مقاصد کی منظوری کے واقعہ پر انہوں نے ۹ مارچ ۱۹۴۹ء کو دستور ساز اسمبلی میں کی تھی۔ امید ہے اس تقریر کے فکر انگیز مضامین اور اس کا مؤثر و دلنشین انداز بیان قیام پاکستان کے اصل مقاصد یاد کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔ (ادارہ)

جنابِ صدر محترم!

قراردادِ مقاصد کے اعتبار سے جو مقدس اور محتاط تجویز آنریبل مسٹر لیاقت علیخاں صاحب نے ایوانِ ہٰذا کے سامنے پیش کی ہے، میں نہ صرف اس کی تائید کرتا ہوں بلکہ آج اس بیسویں صدی میں جبکہ ملحدانہ نظریاتِ حیات کی شدید کش مکش اپنے انتہائی نقطۂ عروج تک پہنچ چکی ہے۔ ایسی چیز کے پیش کرنے پر میں موصوف کے عزم و ہمت اور جراءت ایمانی کو مبارک باد دیتا ہوں۔

اگر غور کیا جائے تو یہ مبارک باد فی الحقیقت میری ذات کی طرف سے نہیں بلکہ اسی پسی ہوئی اور کچلی ہوئی روحِ انسانیت کی جانب سے ہے جو خالص مادہ پرست طاقتوں کی حریفانہ حرص و آز اور رقیبانہ ہوسناکیوں کے میدانِ کارزار میں مدتوں سے پڑی کراہ رہی ہے۔ اس کے کراہنے کی آوازیں اس قدر درد انگیز ہیں کہ بعض اوقات اس کے سنگدل قاتل بھی گھبرا اٹھتے ہیں۔ اور اپنی جارحانہ حرکات پہ نادم ہو کر تھوڑی دیر کے لئے مداوا تلاش کرنے لگتے ہیں، مگر پھر علاج و دوا کی جستجو میں وہ اس لئے ناکام رہتے ہیں کہ مرض کے اصل سبب ہی کو دوا اور اکسیرِ شفا سمجھ لیا جاتا ہے یہ تو وہی بات ہوئی ؎

میر کیا سادہ ہیں جس کے سبب
اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

یاد رکھیے! دنیا اپنے خود ساختہ اصولوں سے جس جال میں پھنس چکی ہے اس سے نکلنے کے لئے جس قدر پھڑپھڑائے گی اسی قدر جال کے حلقوں کی گرفت اور زیادہ سخت ہوتی جائے گی۔ وہ صحیح راستہ گم کر چکی ہے۔ جو راستہ اب اختیار کر رکھا ہے اس پر جتنے زور سے بھاگے گی وہ حقیقی فوز و فلاح کی منزل سے دور ہوتی چلی جائے گی۔

ہم کو اپنے نظامِ حیات کو درست و کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا انجن جس لائن پر اندھا دھند چلا جا رہا ہے، اسے تبدیل کریں اور جس طرح بعض دفعہ لائن تبدیل کرتے وقت گاڑی کو کچھ پیچھے ہٹانا پڑتا ہے۔ ایسے ہی صحیح لائن پر آگے بڑھنے کی غرض سے ہم کو پیچھے ہٹنا پڑے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر ایک شخص کسی راستہ پر بے تحاشا دوڑ رہا ہے۔ اور ہم دیکھیں کہ چند قدم آگے بڑھنے پر وہ کسی ہلاکت کے غار میں جا پڑے گا تو ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اسے ادھر سے پیچھے ہٹا کر صاف اور سیدھی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ یہی حال آج دنیا کا ہے۔ اگر ہماری اس نئی اور بے چین دنیا کو اپنے تباہ کن مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے تو اسے حالات کا بالکل جڑ اور بنیاد سے از سرِ نو جائزہ لینا ہوگا۔ کسی درخت کی شاخوں اور پتوں پر پانی چھڑکتے رہنا بیکار ہے۔ اگر اس کی جڑ جو سینکڑوں من مٹی کے نیچے دبی ہوتی ہے مضبوط نہ ہو۔ آج کے بہت سے بکھرے ہوئے مسائل خواہ ان سے آپ کو کتنی دلچسپی اور شغف کیوں نہ ہو، کبھی ٹھیک طور پر سنور اور سلجھ نہیں سکتے جب تک ان کے اصول بلکہ اصل الاصول درست نہ ہو جائیں۔ قدامت پرستی اور رجعت پسندی کے طعنوں سے نہ گھبرایئے بلکہ کشادہ دل و دماغ کے ساتھ ایک متجسس حق کی طرح الجھی ہوئی ڈور کا سرا پکڑنے کی کوشش کیجئے۔

جو باتیں طاقتور اور ذی اقتدار قوموں کے زبردست پروپیگنڈا یا غیر شعوری طور پر ان کے حاکمانہ اقتدار اور سحر کن مادی ترقیات کے زود اثر سے بطور مسلمات عامۃ اصول موضوعہ اور مفروغ عنہا صداقتوں کے تسلیم کر لی گئی ہیں ان ہی پر تجدید فکر و نظر کی ضرورت ہے۔ اس پکے ارادے کے ساتھ کہ جس چیز پر ہم صدیوں کی کاوشوں کے نتیجے میں اعتقاد جمائے بیٹھے تھے وضوحِ حق کے بعد ایک لمحے کے لئے اس پر قائم رہنا ہم جرمِ عظیم سمجھیں گے۔ اگر دنیا کو انسانیت کی حقیقی فلاح کے لئے کسی نتیجہ پر پہنچنا ہے تو اسے ان قدیم اور اٹل نظریات پر ضرور غور کرنا ہوگا۔ جنہیں مادی و معاشی مسابقت کی بے تحاشا دوڑ میں بہت سی قومیں پیچھے چھوڑ آئی ہیں۔ اسے یوں خیال کیجئے کہ کتنی صدیوں تک سکونِ ارض کے متعلق بطلیموس کا نظریہ دنیا پر مستولی رہا۔ فیثا غورس کی آواز پر کسی نے توجہ نہ کی۔ پھر ایک وقت آیا کہ ہزاروں من مٹی کے نیچے دبا ہوا بیج جو فیثا غورس دبا دیا گیا تھا، زمین کے سینے کو چاک کر کے باہر نکلا اور برگ و بار لا کر رہا۔ سچائی کا پرستار کبھی اس کی پروا نہیں کرتا کہ کسی زمانہ میں یا طویل عرصہ تک لوگ اس کے ماننے سے آنکھیں چرائیں گے یا ناک بھوں چڑھائیں گے۔ حق اکیلا رہ کر بھی اکیلا ہی حق ہی رہتا ہے۔ اسے یقین ہے کہ ایک دن ضرور آئے گا جب اس کے جھٹلانے والے زمانے کے دھکے ٹکے کھا کر اسی کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہوں گے۔ آج وہ دن قریب آ رہا ہے اور جیسا کہ آنریبل مسٹر لیاقت علیخاں نے فرمایا —— روشنی کی تحریر افق پر ظاہر ہو کر طلوع ہونے والے روزِ روشن کا پیش خیمہ بن رہی ہے، ضرورت ہے کہ ہم اپنے کو خفاش صفت ثابت نہ کریں۔ جو دن کی روشنی کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی۔ پاکستان مادیت کے بھنور میں پھنسی ہوئی اور دہریت و الحاد کی اندھیریوں میں بھٹکی ہوئی دنیا کو روشنی کا ایک مینارہ دکھانا چاہتا ہے۔ یہ دنیا کے لئے کوئی چیلنج نہیں بلکہ انسانیت کے لئے پر امن پیغامِ حیات و نجات ہے اور اطمینان اور خوشحالی کی راہ تلاش کرنے والوں کے لئے سہولت مہیا کرتا ہے۔ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ ہے کہ دنیا کے لئے عموماً اور پاکستان کے لئے خصوصاً کسی قسم کا نظام تجویز کرنے سے پہلے پوری قطعیت کے ساتھ یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس تمام کائنات کا جس میں ہم سب اور ہماری یہ مملکت

بھی شامل ہے، مالک اصلی اور حاکم حقیقی کون ہے، اور ہے بھی یا نہیں، اب اگر ہم اس کا مالک کسی خالق الکل اور مقتدر اعلیٰ ہستی کو مانتے ہیں (جیساکہ میں خیال رکھتا ہوں کہ اس ایوان کے تمام ارکان و اعضاء کا یہ عقیدہ ہوگا، تو ہمارے لئے یہ تسلیم کرنا ناگزیر ہوگا کہ کسی مالک کی خصوصاً اس مالک علی الاطلاق کی ملک ہیں۔ ہم اسی حد تک تصرف کرنے کے مجاز ہیں۔ جہاں تک کہ وہ اپنی مرضی سے ہمیں اجازت دے دے۔ ملک غیر میں کوئی غاصبانہ تصرف ہمارے لئے جائز نہیں ہو سکتا۔ پھر ظاہر ہے کہ کسی مالک کی اجازت و مرضی کا علم اس کے بتلانے ہی سے ہو سکتا ہے، سو اللہ تعالےٰ نے پیغمبر اسی لئے بھیجے اور وحی ربانی کا سلسلہ اسی لئے قائم کیا کہ انسانوں کو اسی کی مرضی اور اجازت کے صحیح حدود معلوم کرا دی جائیں۔

اسی نقطۂ خیال کے پیشِ نظر ریزولیوشن میں "اسی کے مقرر کردہ حدود کے اندر" الفاظ رکھے گئے ہیں اور یہ ہی وہ بنیادی نقطہ ہے جہاں سے دینی اور خالص مادّی حکومتوں کی لائنیں ایک دوسرے سے الگ ہو جاتی ہیں۔ یہ نظریہ کہ دین و مذہب کا تعلق انسان اور اس کے مالک سے ہے بندوں کے معاملات سے اُسے کچھ سروکار نہیں، نہ سیاست میں اس کا کوئی دخل ہے۔ اسلام نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ ممکن ہے دوسرے مذاہب جو آج کل دنیا میں موجود ہیں۔ ان کے نزدیک یہ نظریہ درست ہو اور وہ خود کسی جامع و حاوی نظامِ حیات سے تہی دامن ہوں، مگر جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ ایسے تصور کی اس میں کوئی گنجائش نہیں بلکہ اس کی تمام تر تعلیمات اس باطل تصور کی دشمن ہیں قائد اعظم مرحوم نے اگست ۱۹۴۴ء میں گاندھی جی کے نام جو خط لکھا تھا اس میں لکھتے ہیں :-

قرآن مسلمانوں کا ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں مجلسی، دیوانی، فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرض کہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امورِ حیات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک دنیوی زندگی میں جزا و سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا و سزا تک ہر فعل و قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے، لہٰذا جب میں کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہیں تو حیات و مابعد حیات کے ہر معیار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں۔"

۱۹۴۵ء میں قائد اعظم نے عید کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ :-

"ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات و اخلاقیات تک محدود نہیں، بلکہ قرآن کریم مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانونِ حیات ہے۔ یعنی مذہبی معاشرتی، تجارتی، تمدنی، عسکری، عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کو یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان کے پاس اللہ کے کلامِ پاک کا ایک نسخہ ضرور ہو اور وہ اس کو بغور و خوض مطالعہ کرے۔ تاکہ یہ اس کی انفرادی اور اجتماعی ہدایت کا باعث بھی ہو —— قائد اعظم نے ان خیالات و عزائم کا بار بار اظہار کیا ہے، کیا ایسی واضح اور مکرر تصریحات کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ سیاست و حکومت مذہب سے کوئی علاقہ نہیں رکھتیں یا یہ کہ اگر آج قائد اعظم زندہ ہوتے تو یہ تجویز مقاصد پیش نہیں ہو سکتی تھی۔ قرآن حکیم میں صاف صاف ارشاد ہے :-

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ
حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا
مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ٥
اور وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ
اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ ٥
. . . . . . اَلظّٰلِمُونَ اَلْفٰسِقُونَ ٥

اس موقع پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام میں دینی حکومت کے معنی "پاپائیت" یا "کلیسائی حکومت" کے نہیں۔ بھلا جس بت کو قرآن نے اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ کہہ کر توڑا ہے کیا وہ اسی کی پرستش کو جائز رکھ سکتا ہے۔

اسلامی حکومت سے مراد وہ حکومت ہے جو اسلام کے بتائے ہوئے اعلیٰ اور پاکیزہ اصول پر چلائی جائے۔ اس لحاظ سے وہ ایک خاص قسم کی اصولی حکومت ہوگی۔ ظاہر ہے کہ کسی اصولی حکومت کو چلانا خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی (جیسے روس کی اشتراکی حکومت)، در اصل ان ہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو ان اصولوں کو مانتے ہوں۔ جو لوگ ان اصولوں کو نہیں مانتے۔ ایسی حکومت انتظام مملکت میں ان کی خدمات تو ضرور حاصل کر سکتی ہے۔ مگر مملکت کی جنرل پالیسی یا کلیدی نظام کی ڈور ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑ سکتی۔ اسلامی حکومت اصل میں انسانی حکومت نہیں۔ بلکہ نیابتی حکومت ہے اصل حاکم خدا ہے۔ انسان زمین پر اُس کا خلیفہ (نائب) ہے۔ جو حکومت کے اصول پر دوسرے مذہبی فرائض کی طرح نیابت کی ذمہ داریوں کو بھی خدا کے مقرر کردہ حدود کے اندر پورا کرتا ہے۔

مکمل اسلامی حکومت، حکومت راشدہ ہوتی ہے۔ لفظ "رشد" حکومت کے انتہائی اعلیٰ معیارِ حسن و خوبی کو ظاہر کرتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ حکومت کے کارکن اور مملکت کے عوام کو نیکوکار ہونا چاہیئے قرآن نے حکومت اسلامی کی یہی غرض و غایت قرار دی ہے۔ کہ وہ انسانوں کو اپنے دائرہ اقتدار میں نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ اسلام آج کل کی سرمایہ پرستی کے خلاف ہے۔ اسلامی حکومت اپنے خاص طریقوں سے جو اشتراکی طریقوں سے الگ ہیں۔ جمع شدہ سرمایہ کی مناسب تقسیم کا حکم دیتی ہے۔ اس کو دائر و سائر رکھنا چاہتی ہے۔ مگر اس کام اخلاقی، نیز قانونی طریقوں پر عام خوش دلی، عدل اور اعتدال کے ساتھ کرتی ہے اسلامی حکومت شخصی ملکیت کی نفی نہیں کرتی۔ مناسب حد تک راس المال رکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ زائد سرمایہ کے لئے ملی بیت المال قائم کرتی ہے۔ جس میں سب کے مشترک ہیں اور اس سرمایہ کی تقسیم سے سرمایہ اور افلاس کے درمیان توازن اور اعتدال کو بحال رکھتی ہے۔

شوریٰ اسلامی حکومت کی اصل ہے وَأَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ اسلامی

حکومت دنیا میں پہلا ادارہ ہے ۔ جس نے شہنشاہیت کو ختم کرکے استصواب رائے عامہ کا اصول جاری کیا اور بادشاہ کی جگہ عوام کے انتخاب کردہ امام دخلیفہ حکومت) کو عطا کی ۔ محض توریث یا جبرو استبداد کے راستوں سے بادشاہ بن بیٹھنا اسلام کے منشا کے سراسر خلاف ہے ۔ وہ جمہور کی مرضی اور انہی کے ہاتھوں اسٹیٹ کو اختیار و اقتدار لاتا ہے ۔ ہاں انہیں یہ حق نہیں دیتا کہ وہ امارت کی کوئی تنظیم نہ کریں اور اقتدار اپنے ہی پاس روک کر انتشار ابتری اور طوائف الملوکی پھیلا دیں ۔ یہ اولیت کا ایسا شرف ہے جو اسلامی حکومت کو دنیا کی تمام جمہوریتوں پر حاصل ہے ۔

اسلامی سلطنت کا بلند ترین منتہائے خیال یہ ہے کہ سلطنت کی بنا جغرافیائی نسلی ، قومی ، حرفتی اور طبقاتی قیود سے بالاتر ہو کر انسانیت اور ان اعلیٰ اصولوں پر ہو جن کی تشہیر و ترویج کے لئے وہ قائم کی جاتی ہے ۔

اسلامی حکومت پہلی حکومت ہے جس نے اس منتہائے خیال کو پورا کرنے کے لئے اپنی خلافتِ راشدہ کی انسانیت پر رکھی ۔ یہ حکومت اپنے کاموں میں رائے عامہ مساوات حقوق آزادی ضمیر اور سادگی کا امکانی حد تک خیال رکھتی ہے ۔

اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اپنے قلمرو میں بسنے والے تمام غیر مسلموں کی (جو معاہدہ یعنی وفادار ہوں) جان و مال، آبرو مذہبی آزادی اور عام شہری حقوق کی پوری حفاظت کرے ۔ اگر کوئی طاقت ان کے جان و مال وغیرہ پر دست اندازی کرے تو حکومت اس سے جنگ کرے اور ان پر کوئی ایسا بار نہ ڈالے جو ان کے لئے ناقابل تحمل ہو جو ملک صلحاً حاصل ہوا ہو وہاں کے غیر مسلموں سے جو شرائط طے ہوئے ہوں ان کی پوری پوری پابندی کی جائے پھر غیر مسلموں کے یہ حقوق محض اکثریت کے رحم و کرم پر نہیں بلکہ خدا کا عائد کیا ہوا ایک فرض ہے جس سے کسی وقت انحراف جائز نہیں اس کے بعد دینی حکومت کی مزعومہ خرابیوں کا جہاں تک تعلق ہے ۔ اس کے جواب میں اتنا کہنا کافی ہوگا کہ علم و تحقیق کی روشنی میں موجودہ ترقی یافتہ حکومتوں کے طور طریقوں کو خلفائے اربعہ کے بے داغ عہد حکومت کے مقابلے میں رکھ کر مفاد کے لحاظ سے وزن کر لیا جائے ۔ آج ظلم و جبر، عہد شکنی ، مالی دستبرد ، کشت و خون ، بربادی و ہلاکت ، انسانی جماعتوں کی باہمی دشمنی افراد کی عدم مساوات اور جمہور کے حقوق کی پامالی کی جو مثالیں دُور بین سے دیکھے بغیر نظر آتی ہیں ۔ خلفاء کے ترقی یافتہ عہد میں اس کا خفیف سا نشان بھی نہ ملے گا ۔ غرضیکہ بیان کردہ خرابیاں مذہبی طرز حکومت کی خرابیاں نہیں ہیں ۔ بلکہ ان انسانی گمراہیوں سے اخذ کی گئی ہیں ۔ جنہوں نے خالص مادی طرز حکومت کی داغ بیل ڈالی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ گاندھی جی نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا تھا ۔ جب ۱۹۳۷ء میں اپنے کانگرسی وزراء کو یہ ہدایت دی کہ تم ابوبکرؓ و عمرؓ کی سی حکومت قائم کرو ۔ نیز قائداعظمؒ مرحوم نے دستور کے اس اساس کی طرف اشارہ کیا تھا ۔ جب ۱۹۴۳ء میں بمقام جالندھر آل انڈیا اسٹوڈینٹ فیڈریشن کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے خیال میں مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن کریم نے فیصل کر دیا تھا ۔ انہوں نے نومبر ۴۵ء میں پیر صاحب مانکی شریف کے نام جو خط لکھا ۔ اس میں صاف صاف لکھ دیا تھا کہ اس بات کے کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ قانون بنانے والی جماعت جن میں بہت زیادہ بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہے ۔ پاکستان کے لئے ایسا قانون بنا سکے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہو اور نہ ہی پاکستانی غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے ۔" اس قسم کے اعلانات قیام پاکستان سے پہلے قائداعظمؒ اور دوسرے زعماء لیگ کی طرف سے برابر ہوتے رہے ، جن کا بخوف طوالت ہم استیعاب نہیں کر سکتے ۔

بہرحال ان بیانات کے پڑھنے کے بعد کسی مسلم یا غیر مسلم کو ہمارے مقصد اور مطمح نظر کو سمجھنے میں کوئی ابہام و اشتباہ نہیں رہ سکتے اور جس قدر باتیں آئین و نظام اسلامی کے متعلق بطور اعتراض آج کہی جا رہی ہیں ۔ ان سب کے سوچنے کا وقت وہ تھا ۔ جب پوری صراحت کے سامنے یہ اعلانات کئے جا رہے تھے جب یہ سب کچھ جان کر اور سمجھ کر دوسری قوم نے تقسیم ہند کے فیصلہ پر دستخط کئے اور پاکستان کی اقلیت نے ان مقاصد کو مانتے ہوئے ہمارے ساتھ اشتراک عمل کیا ، اب پاکستان قائم ہونے کے بعد اس نقطہ نظر سے انحراف کی کوئی وجہ جواز ان کے پاس موجود نہیں ۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے ، کہ انڈین یونین کا قیام تو ہندو اور نیشلسٹ مسلمانوں کی مخلوط مساعی سے عمل میں آیا ہے ۔ لیکن پاکستان کا حصول خالص مسلم قوم کی مساعی اور قربانیوں کا رہین منت ہے اور ان کی قومی خصائص و ممیزات کے تحفظ کا داعیہ اس کا محرک ہوا ہے ۔ اب اگر ایسی سیدھی اور صاف بات کو بھی بھلا دیا جائے تو اس کا کچھ علاج ہمارے پاس نہیں ہے ۔

اس موقعہ پر یہ بات بھی فراموش نہ کیجئے کہ آج دنیا میں معاشی اختلال اور اقتصادی عدم توازن کی وجہ سے ملحدانہ اشتراکیت (کمیونزم) کا سیلاب ہر طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے ۔ اس کا صحیح اور اصولی مقابلہ اگر دنیا میں کوئی نظام کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام کا اقتصادی نظام ہے ۔ اگر ہم پاکستان عالم اسلامی کو اس بھیانک خطرہ سے بچانا چاہتے ہیں تو اس کی واحد صورت یہی ہے کہ پاکستان میں صحیح اسلامی نظام کا اعلان و آغاز کریں ۔ اور تمام اسلامی ممالک اسلام کے نام پر اسی کی دعوت دیں اگر اس طرح تمام اسلامی ممالک آئینی طور پر متحد ہو گئے تو قدرتی طور پر وہ وحدت اسلامی قائم ہو جائے گی ۔ جس کی ہم سب مدت سے آرزو رکھتے ہیں ۔ اور جو اشتراکیت و سرمایہ پرستی دونوں کی روک تھام کے لئے مضبوط آہنی دیوار کا کام دے گی ۔

بہت سے لوگوں کو یہ خیال گزر رہا ہے کہ ابھی تک ہمارا کاروبار جس ڈگر پر چل رہا ہے ۔ اسلامی اور اسلامی آئین کا اعلان کرکے ہم اسے ایک دم کیسے بدل سکتے ہیں ۔ یہ تو ہمارے اجتماعی حالات میں ایسا انقلاب عظیم ہوگا جو ہماری قومی زندگی کی کایا پلٹ دے گا ۔ اور جس کے لئے ہمیں جدید کانسٹی ٹیوشن کے چلانے کے لئے کثیر تعداد میں مناسب رجال کار تیار کرنے پڑیں گے اور بہت طویل عرصہ درکار ہوگا ۔ میں کہتا ہوں ۔ کہ ان حضرات کا خیال ایک حد تک صحیح ہے لیکن اسلامی نظام کا مطالبہ کرنے والے بھی اسے بخوبی محسوس کرتے ہیں ۔ اسلامی آئین و نظام کے اعلان سے غرض یہ ہے کہ مملکت

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۳۰ جولائی ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۵)

اب میں ساتھ ساتھ پڑھتا جاتا ہوں تاکہ کچھ آیتوں کا ترجمہ ہو جائے الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ہ ـــــ الٓرٰ قف کے متعلق پہلے کافی بحث ہو چکی ہے۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ اور حروف مقطعات جس سورت کے شروع میں لائے جاتے ہیں ان کے متعلق علمائے اسلام نے تاویلاً یہ کہا ہے کہ ان سے مقصود یہ حکمت ہوتی ہے کہ اے سننے والو! قرآن کو سننے والو! جس طرح تم الٓرٰ کا معنیٰ نہیں سمجھ سکتے لیکن تم یقین رکھتے ہو کہ الٓرٰ اللہ کا کلام ہے۔ اسی طرح اس سورت میں آنے والی کچھ ایسی باتیں ہوں گی کچھ واقعات ہوں گے، کچھ احکام ہونگے جن تک شاید تمہارا عقل ناقص رسائی نہ کر سکے تو تم میری باتوں کو اپنے عقل کے ساتھ نہ ناپنا بلکہ میری باتوں کو میرے حکم کے ساتھ سننا اور تم یہ سمجھنا کہ ہمارے رب کا حکم ہے اس لئے ہم ان حکموں کو بھی مانتے ہیں۔ تو سورتِ یونس میں بھی چند ایسی باتیں آ رہی ہیں اور باتیں وہ کون سی ہیں؟ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہر مکّی سورت میں باری تعالےٰ اپنی توحید کو بیان فرماتے ہیں، قیامت کے مسئلے کو، امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کو اور قرآن مجید کی صداقت کو بیان فرماتے ہیں اس لئے ان کے شروع میں الٓمّٓ یا الٓمّٓصٓ ہ یا کٓھٰیٰعٓصٓ ہ وغیرہ لایا جاتا ہے تاکہ مخاطب اس بات کو سمجھ لے کہ جس طرح میں ان کلمات کے معانی نہیں سمجھ سکتا لیکن ان کلمات کو میں خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔ اسی طرح آنے والی باتیں ہو سکتا ہے کہ میرے ذہن میں نہ آئیں کیونکہ آج بھی اور پہلے بھی یہ بیماری ہر زمانے میں رہی ہے کہ انسان نے اپنے عقل کے ساتھ اللہ کی بات کو ناپنے کی کوشش کی حالانکہ انسان کا عقل تو ناقص ہے۔ بات وہی ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے اس لئے مسلمان کا فریضہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی بات پہنچے یا اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی بات پہنچے، تو وہاں پر اپنی گردن کو جھکا ڈالے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے ایک مسئلہ پیش کیا گیا۔ عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے سائل کو ایک حدیث پیش کی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یوں فرمایا تو اس نے حدیث پر کچھ اعتراض کیا۔ عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ بعض روایتوں میں آتا ہے ایک سال تک بعض میں آتا ہے ساری زندگی اس کے ساتھ نہیں بولے کہ تو اتنا گستاخ ہے، میں تیرے سامنے اللہ کے نبیؐ کی بات پیش کرتا ہوں اور تو اپنے عقل کو پیش کرتا ہے؟ ایسے گستاخ انسان کے ساتھ میں بولنا ہی نہیں چاہتا جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کے سامنے اپنے عقل کو پیش کرتا ہو۔

تو ہمارے عقول ہی کیا ہیں؟ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں، ہمارے عقل تو بھائی بڑے ناقص ہیں۔ تو الٓرٰ کا مطلب اور حکمت میں نے عرض کر دی کہ آگے آنے والی باتوں کو اللہ کی باتیں یقین کرے۔

ارشاد فرمایا۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ہ یہ آنے والی جو باتیں ہیں یہ آیتیں ہیں اس کتاب کی جو بڑی حکمت والی کتاب ہے۔ حکیم کا لفظ قرآن مجید میں جہاں احکام آتے ہیں وہاں پر زیادہ آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ حکیم ہے۔ فرمایا یونس علیہ السلام کے قصے کو تاریخی قصّہ نہ سمجھو ـــ دیکھا؟ یہاں پر بھی شبہ دُور کر دیا ممکن ہے ذہن میں یہ بات آ جائے کہ شاید یونس علیہ السلام کا قصّہ ایک کہانی ہے۔ فرمایا کہانی نہیں ہے تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ہ یہ آنے والی جو باتیں ہیں، یہ آیتیں ہیں اس کتاب کی، جو حکمت والی کتاب ہے، دانش والی کتاب ہے، عقل والی کتاب ہے، جس میں عقل کی باتیں ہیں، قرآن میں کوئی بات عقل کے خلاف نہیں ہے لیکن عقل کس کا معتبر ہے؟ میرا آپ کا عقل؟ ہمارا عقل ہی کیا ہے؟ عقل معتبر ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ـــ میرا آپ کا عقل کیا ہے بھائی؟ ہمارا عقل تو سیکنڈوں میں بدلتا ہے۔ میری آپ کی رائے تو ایک سیکنڈ میں بدل جاتی ہے۔ اس کی مثال میں میں کہا کرتا ہوں جیسے کہ دیکھئے، جو بچوں والے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ بے اولادوں کو اولاد نصیب فرمائے۔ اور جن کی اولادیں ہیں اللہ تعالےٰ ان کو نیک صالح فرماتے۔ اولاد بھی دنیا اور قیامت کی بہتری کا ذریعہ بن سکتی ہے اگر اولاد نیک ہو۔ جن کے بچے ہیں چھوٹے بڑے وہ جانتے ہیں اس بات کو، تجربہ کیا ہوگا کہ آپ جب کوئی کام کرنا چاہیں اور آپ کا بچہ اگر آپ کے پاس آ کر کوئی شرارت کرے یا ویسے گھر میں شرارت کرے، تو آپ کا عقل کیا فیصلہ کرتا ہے؟ کہ اس تین سال کے بچے کو یا چار سال کے بچے کو دو تھپڑ لگا دو ـــ تو آپ غصے میں ہو کر اپنی عقل کے فیصلے کے مطابق کیا کرتے ہیں؟ دو تھپڑ لگا دیتے ہیں اس تین چار سال کے بچے کو، لیکن جونہی وہ بچّہ روتا ہے، ماں کے پاس جاتا ہے، یا ویسے ہی روتا

ہے، فوراً آپ نادم ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ کا عقل کیا کہتا ہے؟ کہ آپ نے بڑی غلطی کی، چھوٹے سے معصوم بچے کو تھپڑ لگا دیئے، پھر بچے کو گود میں لے لیتے ہیں۔ پیسے دیتے ہیں، پیار کرتے ہیں کہ بیٹا دیکھا تو نے مستی کی۔خواہ مخواہ مجھے غصہ آ گیا۔ یعنی کہ ایک منٹ میں آپ کے عقل نے دو فیصلے کئے ایک یہ فیصلہ کیا کہ معصوم بچے کو تھپڑ لگا دو، پھر یہ فیصلہ کیا کہ وہ میرا فیصلہ غلط تھا۔اب اس کو پیار کرو۔ جس انسان کے عقل کا یہ حال ہو وہ قرآن کو ناپ سکتا ہے؟ وہ جناب محمد رسول اللہؐ کی باتوں کو ناپ سکتا ہے؟ جو عقل سیکنڈ میں بدلنے والا ہو— یاد رہے قرآن مجید کی کوئی بات عقل کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن عقل کس کا معتبر ہے؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا— عقل کس کا معتبر ہے؟— صحابۂ کرامؓ کا— عقل کس کا معتبر ہے؟ علمائے عاملین کا— عقل کس کا معتبر ہے؟ اولیائے امت کا، اس لئے میرے بزرگو! اللہ کے ولیوں نے، اللہ کے علماء نے، صحابہ کرامؓ نے، تابعین نے، تبع تابعین نے کسی نے بھی قرآن کے حکموں کے سامنے اپنے آپ کو بلند نہیں کیا، سرتابی نہیں کی۔ جو بات آئی اس کو مان لیا۔ اور عقل، جس عقل کی قرآن دعوت دیتا ہے وہ بھی قرآن میں دیکھ لیجئے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (آل عمران ۱۹۰-۱۹۱)—— فرمایا۔ قرآن مجید ہدایت ہے اٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ مغز والوں کے لئے ہدایت کی بہت بڑی نشانیاں ہیں، احکام ہیں لیکن مغز والے کون ہیں؟ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا۔ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، وہ بات کی لِم کو جانتے ہیں——

میرے بھائی! میں اور آپ صرف لفافہ دیکھ سکتے ہیں، بات کی حقیقت کو ہم نہیں سمجھتے اندر کیا ہے، وہ حکمتِ شریعت کو جانتے ہیں (میں حکیم پر بات کر رہا ہوں)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے۔ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جن کے ہم مقلد ہیں۔افغانستان، پاکستان، بھارت وغیرہ علاقوں میں جتنے ہم سُنّی مسلمان رہتے ہیں سب کے سب مقلد ہیں امام ابو حنیفہ کے۔ جن کا اسمِ گرامی نعمان ہے، آپ کے والد کا نام ثابت ہے۔ نعمان ابنِ ثابت—— امام اعظم آپ کا لقب ہے، ابو حنیفہ آپ کی کنیت ہے۔امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مقلد ہیں۔ بات سمجھا کیجئے۔ اللہ تعالٰے مجھے، آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری یہ محنت رائیگاں نہ جائے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پیش کی گئی جو آپؒ نے سنی، آپ نے روایت بھی کی—— حدیث میں آتا ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (میں عقل پہ بات کر رہا ہوں) کہ جب کوئی مسلمان وضو کرتا ہے اور وہ اپنے چہرے پہ پانی ڈالتا ہے، وہ اپنے بازوؤں پہ پانی ڈالتا ہے، وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے، سر کا مسح کرتا ہے، بدن کے جس جس حصے پر وضو کا پانی پہنچتا ہے، ان اعضاء سے جتنے گناہ کئے ہوتے ہیں وہ جھڑ جاتے ہیں۔جس طرح بدن ظاہری طور پر پاک ہو جاتا ہے اسی طرح بدن باطنی طور پر پاک ہو جاتا ہے۔ اس لئے امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے۔آپ یہ فرماتے ہیں۔ (فتوےٰ اس پہ نہیں ہے) آپ فرماتے ہیں کہ مَآءِ مُسْتَعْمَلْ نجس ہے کیونکہ گناہ پلید ہیں، تو جب پانی کے ساتھ پلیدی گر گئی تو جس پانی میں وہ پلیدی گری ہو گی وہ پانی بھی نجس ہے۔ کیونکہ گناہ پلید ہیں، تو جب پانی کے ساتھ پلیدی گر گئی تو جس پانی میں وہ پلیدی گری ہو گی وہ پانی بھی نجس ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ماءِ مستعمل جو ہے کیا ہے؟ نجس ہے۔ ایک آدمی وضو کر رہا ہے، اس کے ہاتھ سے جو پانی ٹپکتا ہے، اس کے بازو، منہ پر کوئی گندگی لگی ہوئی نہیں تھی لیکن جو جو گناہ اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کئے ہوں گے وہ گناہ جھڑ رہے ہیں اس لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ ارشاد کہ پانی کے ساتھ گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ خواہ میں ان گناہوں کو دیکھوں یا نہ دیکھوں، آپ دیکھیں یا نہ دیکھیں—— امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکم دیا تو اس زمانے کے جو علمائے کرام تھے وہ مخالف ہو گئے کہ آپ کا یہ مسئلہ غلط ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ بشرطیکہ وہ اختلاف ہو صرف روٹی کا مسئلہ نہ ہو آج ہمارے اختلاف روٹی کا مسئلہ بن گئے ہیں۔ اللہ تعالٰے ہم سب کو صحیح عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (باقی آئندہ)

اخبار "ایشیا" کی غلط بیانی

اخبار ایشیا نے جولائی اشاعت اتحاد العلماء میں جماعت اسلامی کے بنائے ہوئے اتحاد العلماء کے ضلع مردان کی فہرست میں مندرجہ ذیل دستخط کنندہ کا نام شائع کیا ہے۔ جس کا ہم کو کوئی علم نہیں۔ ہمارے ذیل دستخط کنندگان کا نہ جماعت اسلامی سے تعلق ہے اور نہ جماعت اسلامی کے جمعیۃ اتحاد العلماء سے۔ ہم ایشیا کے اس حرکت کی پُر زور تردید کرتے ہیں اور ایشیا کی اس دروغ بیانی اور غیر اسلامی حرکت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ہم مودودی جماعت اور اس کے اتحاد العلماء کے بارے میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ، رئیس المفسرین مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ، مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہٗ کے مسلک کے معتقد ہیں۔

(۱) قاضی نور الرحمٰن خطیب جامع مسجد فردوس خان۔ (۲) محمد ابراہیم فاضل دیو بند خطیب محلہ اسلام آباد مردان (۳) محمد کریم امام میونسپل کمیٹی مردان (۴) عبدالغنی صدر المدرسین مدرسہ عربیہ پارہوتی مردان (۵) ولی الرحمٰن مدرس مدرسہ عربیہ پارہوتی مردان (۶) محمد صادق مدرس مدرسہ پارہوتی مردان۔ (۷) بزرجمہر مدرس مدرسہ پارہوتی مردان (۸) محمد اسرار الدین مدرس مدرسہ عربیہ خاکسار منزل مردان (۹) ولی الرحمٰن مدرس مدرسہ عربیہ خاکسار منزل مردان (۱۰) غلام حیدر خطیب جامع مسجد بکٹ گنج مردان (۱۱) محمد یوسف مدرس مدرس مدرسہ عربیہ خاکسار منزل مردان (۱۲) عبد الحبیب مدرس مدرسہ عربیہ خاکسار منزل مردان (۱۳) عبد اللہ ہوتی مردان (۱۴) قاضی عبد الحمید خطیب مسجد ردی گل مردان (۱۵) قاضی عمر خطاب خطیب جامع مسجد بازار شہیداں ہوتی (۱۶) صاحبزادہ عبد الماجد مہتمم مدرسہ عربیہ پارہوتی مردان (۱۷)

بقیہ: مجلس ذکر

جہلاء کی گمراہ کن باتیں

میں حضرت امام مالکؒ کا قول اکثر نقل کرتا رہتا ہوں۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ طریقت جو مطابق شریعت ہے وہ تو عین نجات ہے، عین مقصود بالذات ہے، لیکن جو طریقت شریعت کے مطابق نہیں ہے بلکہ خلاف شریعت ہے، وہ گمراہی کا سامان ہے۔ بعض شیاطین الانس ہیں جو لوگوں کو کہتے ہیں "جی شریعت اور ہے، طریقت اور ہے ——— معرفت دیاں گلاں دا ایہناں ملاں طوانیاں نوں کیہہ پتہ اے"۔ ——— وہ "معرفت معرفت" کرکے گویا سادہ لوگوں کو جہنم تک لے جاتے ہیں۔ دین سے بیزار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اوّل ہے علم ظاہر، اس کے بعد ہے علم باطن۔ یعنی انسان کو اگر علوم ظاہرہ سے کوئی تعلق ہی نہیں تو اس پر یا اس کا دوسروں پر رنگ کیا چڑھیگا؟ عمل کس بات پر کرے گا۔ اوّل علم دین ہے بعد میں اس پر عمل ہے۔ عالم باعمل جو ہے وہ تو نجات کا سامان ہے اور علم بے عمل تو شیطنت ہے۔ شیطان کو بھی بڑا علم تھا لیکن اس علم سے اُسے کوئی فائدہ نہ ملا بلکہ وہ الٹا اس کی گمراہی، ضلالت اور اس کے جہنم رسید ہونے کا باعث بنا۔ تو ایسا علم جو جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بنے اس سے اللہ تعالےٰ بچائے۔

کندن بننے کے لئے بھٹی میں پڑنا پڑتا ہے

الحمد للہ یہاں ایسے احباب بھی ہیں جنہیں پچاس پچاس سال گذر گئے ہیں حضرتؒ سے وابستہ ہوئے اور پچاس سال ہی گذر گئے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے اور حضرتؒ کے ساتھ نمازوں میں شرکت فرماتے ——— یہاں منشی نور احمد صاحب تشریف فرما ہیں (غازی خدا بخش صاحب کے برادرِ اکبر) یہ دونو بھائی حضرتؒ کے ساتھ ہجرت کرکے کابل تک گئے تھے بلکہ اس سے بھی آگے جانے کا انہیں موقعہ ملا اور جس کس مپرسی اور اور تکلیف میں یہ لوگ واپس آئے وہ روداد بڑی عجیب و غریب ہے وہ تو وہی جانتا ہے جس کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کا موقعہ ملا۔ کیسے کیسے شدائد اور مصائب سے واسطہ پڑا۔ یا پھر جن احباب کو یہاں سے کابل ہجرت کرنی پڑی انہی کو پتہ ہے کہ ان پر کیا بیتی۔ واقعہ یہ ہے کہ جو ایک دفعہ اس بھٹی میں پڑ جاتا ہے پھر وہ کندن ہو جاتا ہے۔ تکلیفیں اور مصائب انسان کو سونا بنا دیتی ہیں۔ بھٹی میں پڑے بغیر سونا بھی چمک دمک پیدا نہیں کر پاتا۔ اسی طرح انسان میں خوبیاں تبھی پیدا ہوتی ہیں کہ وہ تکالیف کا شکار ہو، مصائب اور مشکلات کا اس پر بار پڑے۔

ذاکرین کی عظمت

جب تلاوت کردہ آیتِ مبارکہ کا نزول ہوا اس وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات میں سے کسی ایک کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ وہاں سے آپؐ نکلے اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک ایسی جگہ جا پہنچے جہاں ذکر اللہ کی مجلس برپا تھی۔ اس میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے ——— آپؐ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ کر کے حیران ہوا کہ اکثر کے بدن پر ایک ایک کپڑے سے زیادہ لباس نہیں ہے اس قدر بچارے تنگدست تھے اور ان کے جسم کے چمڑے سخت ہو چکے تھے۔ کیونکہ جن کو زیادہ کھانے کو ملتا ہے، اچھی قسم کی غذائیں ملتی ہیں، مالشیں کراتے ہیں، زیادہ آرام ملتا ہے، ان کی جلدیں نرم ہوتی ہیں۔ جو تکلیفیں یا مشقتیں جھیلتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی جلدیں سخت ہوتی ہیں۔ تو جلد ان کی سخت اور بال ان کے بکھرے ہوئے۔ اتنا تیل نہیں ہے کہ وہ اپنے بالوں کو سنواریں، اتنا وقت نہیں، اس طرف ان کی توجہ ہی نہیں۔ سو بال بکھرے ہوئے، جلد کے چمڑے سخت اور جسم پر ایک سے زیادہ کپڑا نہیں لیکن اللہ کی یاد میں مشغول تھے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے، مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میری امت میں ایسی جماعت بھی ہے جس کے ساتھ بیٹھنے کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔

اللہ کے ذاکر اور شاکر بندے

مفسر ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ ان آیات کا مصداق یہ ہے کہ انسان ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھے، بیٹھنا اٹھنا، سنگت اور یاری اور تعلقات کی استواری کرے کہ چاہے وہ غریب ہوں یا امیر، رذیل ہوں یا شریف، چاہے وہ فقیر ہوں یا امیر، حکمران ہوں یا ان کی رعایا، لیکن اللہ کے ذاکر بندے ہوں، شاکر بندے ہوں، غافل بندے نہ ہوں

ذاکروں کا ہم نشین بھی اللہ کو محبوب ہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے احادیث میں آتا ہے کہ بعض فرشتے ذاکرین کی مجلسوں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ وہ اس ڈیوٹی پر مامور ہیں، جب کہیں وہ ذاکروں کی مجلس پا لیتے ہیں تو ایک فرشتہ دوسروں کو اطلاع دے دیتا ہے کہ آؤ بھائی آؤ جن کو ڈھونڈنے نکلے تھے وہ جماعت یہ بیٹھی ہوئی ہے۔ پھر جب ان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں "یا الٰہ العالمین، فلاں شخص جو ہے وہ ان کو ملنے کے لئے آیا تھا، ان ذاکروں میں سے نہیں تھا۔ وہ تو ان کے قریب ویسے ہی بیٹھا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "جو میرے ذاکروں سے تعلق رکھنے والا ہے اسے بھی معاف کر دو اُسے بھی بخش دو، اُسے بھی درجات سے نوازو، چاہے وہ ذاکر نہیں، لیکن ذاکروں کے ساتھ تعلق تو رکھتا ہے"۔ اب یہ تعلق بھی جن کی نجات کا سامان ہو جائے تو بتایئے اس سے بڑھ کر اور کون سا نیکی، بھلائی اور خیر خواہی کا کام ہو سکتا ہے!

شیاطین الانس

میں نے ڈبہ پیر کے متعلق لاہور کے

اخباروں میں پڑھا ہے کہ اللہ کا بندہ نماز تک پڑھتا نہیں نمائش کے لئے مسجد بنا رکھی ہے اور اس کے حواریوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ یہ تو یہاں نماز نہیں پڑھتے ہیں ان کی نماز تو خانہ کعبہ میں ہوتی ہے۔ یہ وہاں جا کر پڑھتے ہیں۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کہا کرتے تھے ان بدبختوں کو کھانا پانی بھی یہاں نہ دو، وہ مکے کا زم زم اور وہاں کا مقدس کھانا چھوڑ کر کے یہاں کی غذائیں کیوں کھاتے ہیں؟ کھانا بھی وہیں کھایا کریں جہاں جا کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اس قوم کی کتنی بدقسمتی ہے کہ قوم کو گمراہ کرنے کے لئے ایسا دجل اور فریب بنا رکھا ہے اور پھر یہ ہے کہ داڑھیاں رکھ کر کے، لمبے کرتے پہن کر کے اور تسبیح پکڑ کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور لوگ بھی ان کا نام پھر اخباروں میں خوب اچھالتے ہیں کہ فلاں پیر نے یہ کیا فلاں پیر نے وہ کیا۔ وہ پیر کہاں ہے وہ تو دجال ہے، وہ تو مجسم شیطان ہے۔

کھرا کھوٹا پرکھنے کی کسوٹی

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے پہلے قرآن کی کسوٹی پر کس کر دیکھئے اگر اس کی باتیں اور اس کا عمل قرآن و سنت کے مطابق ہے تو فَھُوَ الْمُرَاد، اگر قرآن سے ہٹا ہوا ہے تو پھر چاہے آسمان پر اڑتا ہوا آئے، انگارے پھانکتا ہوا آئے لاکھوں مرید پیچھے لگا کر آئے دریاؤں یا سمندروں پر چلتا نظر آئے۔ مریدوں کے جمگھٹ ساتھ لگا کے لائے یہ شعبدہ باز اگر آپ کو دھوکے کے لئے خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام بھی بتائے تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنا حرام ہے۔ بیعت ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے۔

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند:

کیوں؟ کہ وہ خلاف شریعت چلتا ہے۔ قرآن کسوٹی ہے۔ جس طرح سنار کسوٹی پر کس کر پرکھ لیتا ہے کہ یہ سونا کھرا ہے یا کھوٹا۔ اسی طرح قرآن ہے، اس پر کس کر دیکھ لیجئے۔ جتنا قرآن کے مطابق شیخ یا پیر یا استاد یا کوئی بھی آپ کا لیڈر ہو وہ اتنا ہی آپ کے لئے قابل تعظیم ہے۔ واجب الاتباع ہے اور جتنا قرآن و سنت سے دور ہٹا ہوا ہے اتنا ہی ہمارے لئے وہ ناقابل اعتماد ہے۔

شیخ الہندؒ کی دلی تمنا

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد صادق صاحب (کراچی)، اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے دیگر تمام اکابر کے استاذ الکل تھے ان کا جب دلی میں ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی پر وصال ہونے لگا تو آپ کے آنسو جاری ہو گئے۔ ان سے خدام نے پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے تا کہ اس کے ازالے کی کوشش کی جائے؟ پہلے تو بتاتے نہیں مگر پھر خدام کے پیہم اصرار پر بتایا کہ میں نے ساری زندگی دعا یہ کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے میدان جنگ میں شہادت کی موت عطا فرما دیں۔ گھوڑوں کی ٹاپوں میں میری ہڈیاں اور پسلیاں ساری ریزہ ریزہ ہو جائیں اور مٹی میں مٹی ہو جائیں۔ تا کہ قیامت کے دن میں شہداء کے ساتھ سرخرو ہو کر اٹھوں، آج وہ دعا قبول نہ ہونے کا صدمہ مجھے ستا رہا ہے۔ اندازہ لگائیے یہ ہیں اصل مومن اور متقی ان کے صدقے ہزاروں کو شہادتیں نصیب ہوئیں، ہزاروں کو کلمہ، ایمان اور اسلام نصیب ہوا۔ ہزاروں کو علم دین الٰہی اور معرفت الٰہی نصیب ہوئی ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ جو قال اللہ وقال الرسول پڑھنے اور پڑھانے میں گذرا کسی طرح شہادت سے کم نہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ دین کی خدمت کے لئے جتنی بڑی قربانیاں اللہ نے ان علمائے حق کو دینے کی توفیق دی باید و شاید۔

حضرت مدنیؒ بطور خادم شیخ الہندؒ

کبھی آپ کو وقت ملے تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں "اسیر مالٹا" اور "نقش حیات" (دو جلدوں میں) پڑھ کر دیکھیے۔ سارے اکابر کے حالات ہیں اور اپنا ذکر خیر اس کے اندر سب سے کم ہے اور اگر ہے بھی تو برائی کے ساتھ۔ یہ ہے اصل میں ان کی خوبی اور کمال۔ اپنے آپ کو لکھتے ہیں "ننگ اسلاف"۔ ہیں سب سے زیادہ اسلاف کی عزت اور عظمت کو چار چاند لگانے والے۔ مکہ معظمہ میں غدار شریف حسین کے واسطے سے انگریزوں نے گرفتار تو حضرت شیخ الہندؒ کو کرنا تھا لیکن حضرت مدنیؒ نے محض اپنے شیخ کی خدمت کے لئے رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا کہ میرے سوا میرے استاذ، میرے شیخ کی خدمت کون کرے گا! پانچ سال تک اسارت مالٹا کے زمانے میں خدمت کرتے رہے۔ اور خدمت کا حق ادا کیا۔ ظالم دن کو کھولتے اور رات کو بند کرتے۔ سخت سردی کے زمانے میں برفانی ہواؤں میں ان کو نہایت ٹھنڈا کمرہ دے دیا۔ ادھر صبح تہجد اور نماز کے لئے گرم پانی تک مہیا نہ کرتے۔ تو سنا ہے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ پانی کا لوٹا لے کر رات کو اپنے پیٹ کے ساتھ لگا کے بیٹھ جاتے اور صبح کو وہ پانی معمولی گرم ہو جاتا اور آپ وہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیتے۔ اندازہ لگائیے! یہ ہیں اصلی اللہ کے مقبول بندے۔ اس دھن میں جینا میں کہتا ہوں سب سے بڑی عبادت ہے اور اس راستے میں موت بھی آ جائے تو سب سے بڑی شہادت ہے کیونکہ ان کا ایک ایک لمحہ کسی طرح شہادت سے کم نہیں ہے۔

اللہ کے دوستوں کا مقام

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

(پ ۱۱ س یونس آیت ۶۲) اللہ تعالیٰ قرآن میں فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں اور دوستوں کو کوئی غم نہ ہونا چاہیئے۔ بیشک وہ تو شہادت چاہتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ درجہ کسی شہادت سے کم نہیں۔ غم کا تعلق ماضی سے ہوتا ہے، خوف کا تعلق مستقبل سے ہے۔ آج انہیں کوئی خوف نہ ہونا چاہیئے کہ جب کل عالم برزخ قبر میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے یا مالک یوم الدین کی عدالت میں، اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے انعامات سے نوازیں گے تو اس وقت انہیں کوئی غم نہ ستائے گا کہ جس مقصد کے لئے ہم نے اس عالم ناسوت میں تکلیفیں برداشت کیں، قربانیاں دیں، رات دن اور خون پسینہ ایک کیا، سحر کے وقت اٹھ کر اللہ کے حضور کھڑے ہو گئے، بستر کو ترک کر دیا، ساری ساری رات گرمیوں میں تنگ ہوتے رہے، صبح کے وقت نسیم سحر جب سلانے کے لئے آئی تو حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے ترنم آواز پر اٹھ کھڑے ہوتے اور سردیوں کی راتوں میں نرم گرم بستر سے

اٹھنے کو جی نہیں چاہتا بیشک نفس امارہ تو برائی کی تعلیم دیتا ہے إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ (پ۱۳ س یوسف آیت ۵۳) لیکن وہ نفس کی بجائے اللہ کے حکم کے پیش نظر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، انہی کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کل کلاں عالم لاہوت میں نہ انہیں کسی قسم کا غم ہوگا اور نہ خوف ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا دوست بنا لیا ہے۔

دعا اللہ تعالیٰ انہیں کی سنگت یاری اور دوستی تازیست عطا فرمائیں اور بعد از موت بھی اللہ تعالیٰ انہی کے زمرے میں قیامت کو اٹھائیں ۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حوض کوثر سے سیراب فرمائیں اور ان کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ یا الٰہ العلمین آمین!

بقیہ: حضورؐ کی باتیں

اصل مقصد ہے تصویر بنانے کی حرمت خواہ کسی بھی آلہ سے بنائی جائے ۔ آج کل تصویریں رکھنا اور مورتیوں سے گھروں، بنگلوں اور موٹروں کو سجانا ایک فیشن ہو گیا ہے اور تہذیب و ثقافت کا جزو بنا لیا گیا ہے ۔ آرٹ کے نام جہاں بہت سے گناہ زندگی میں داخل ہو گئے ہیں ۔ ان میں تصاویر بنانا، سجانا، دیکھنا دکھانا بھی شامل ہے ۔ جہاں کسی کے پاس چار پیسے ہوئے بناوٹ سجاوٹ، کیمرہ، تصویر، مورتی اور مجسمہ کی طرف متوجہ ہوا ۔ ہزار سمجھاؤ کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہے مگر کان دھرنے کو تیار نہیں ۔ جب یورپ و امریکہ کو پیشوا بنا لیا تو مکہ مدینہ کا رخ کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہو گی ۔ یہ سید ہیں، یہ علوی ہیں، یہ صدیقی ہیں، یہ فاروقی ہیں، یہ فاروقی ہیں، یہ عثمانی ہیں، یہ زبیری، یہ چشتی، یہ قادری ہیں، بس نام نمود کی نسبتوں تک ہیں ۔ معاشرہ میں اور گھر بار کے رہن سہن میں تو نصرانی معلوم ہوتے ہیں، الماری میں ایک کتا رکھا ہوا ہے، موٹر کار میں گڑیا جھول رہی ہے، سامنے کسی کا فوٹو آویزاں ہے، دفتر میں کسی کا اسٹیچو رکھا ہوا ہے، اللہ کی پناہ! کیا مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں؟ جنہیں فرمان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذرا پروا نہیں اور جن کو رحمت کے فرشتوں سے بیر ہے، ان کا گھر میں آنا پسند نہیں۔

بعض لوگ بچوں سے مرعوب ہو جاتے ہیں اچھے خاصے نمازی، واعظ، صوفی گھرانوں میں بچوں اور بچیوں کے کھیلنے کے لئے گڑیاں اور تصویریں اور مورتیاں خرید کر لائی جاتی ہیں، بچے کی خواہش ہے اس کا دل برا نہ ہو مگر مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو رنج پہنچ جائے گا اس کی کوئی پرواہ نہیں ۔ فاللہ المستعان وبیدہ التوفیق

بقیہ: پاکستان کا مقصد وجود

کا اصلی نصب العین اور اس کی انتہائی منزل مقصود واضح اور مستحضر ہو جائے۔ تاکہ اس کی روشنی میں ہمارا جو قدم اٹھے وہ ہم کو آخری منزل سے قریب تر کرنے والا ہو ۔ یہ کام ظاہر ہے کہ تدریجی ہوگا اور تدریجی ہی ہو سکتا ہے ۔ جو کام فی الحال کئے جا سکتے ہیں وہ فوراً کرنے ہوں گے اور جن کاموں کے لئے سردست حالات سازگار نہیں وہ فوراً نفاذ پذیر نہ ہوں گے ۔ بلکہ حکیمانہ اسلوب پر حالات کو سازگار بنانے کی ہر امکانی کوشش عمل میں لائی جائے گی ۔ بہرحال انسان اسی چیز کا مکلف ہے ۔ جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے ۔ یہی بات وہ ہے جو میں تقسیم سے قبل اپنے مختلف بیانات و خطبات میں کھول کر کہہ چکا ہوں، چنانچہ خطبۂ لاہور میں میں نے عرض کیا تھا کہ یہ اعلیٰ اور پاک نصب العین ممکن ہے بتدریج حاصل ہو ۔ تاہم ہر دوسرا قدم جو اٹھایا جائے گا ۔ انشاء اللہ پہلے قدم سے زیادہ مسلم قوم کو اس محبوب نصب العین سے قریب تر کرے گا ۔ جس طرح رات کی تاریکی آہستہ آہستہ کم ہوتی اور دن کی روشنی بتدریج پھیلتی ہے یا جس طرح ایک پرانا مریض دھیرے دھیرے صحت کی طرف قدم اٹھاتا ہے ۔ دفعۃً و بغتۃً بیماری سے چنگا نہیں ہو جاتا اسی طرح پاکستان ہماری قومی صحت اور ہماری مکمل ترین آزادی کے نصف النہار کی طرف تدریجی قدم اٹھائے گا ۔

جناب صدر محترم! آخر میں ایوان ہذا کے معزز ممبران کی خدمت میں میں عرض کروں گا ۔ کہ اس ڈھیلے ڈھالے ریزولیوشن سے گھبرانے اور وحشت کھانے کی کوئی وجہ نہیں ۔ اسلامی فرقوں کے اختلافات تحریک پاکستان کی برکت سے بہت کم ہو چکے ہیں اور اگر کچھ باقی ہیں تو انشاء اللہ برادرانہ مفاہمت سے صاف ہو جائیں گے ۔ کیونکہ تمام اسلامی فرقے اور ملک آج اسلامی نظام کی ضرورت کو بہت شدت کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں ۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے غیر مسلم دوست بھی اگر ایک مرتبہ تھوڑا سا تجربہ کر کے دیکھ لیں گے تو اگلی پچھلی سب تلخیاں بھول جائیں گے اور بہت مطمئن رہیں گے ۔ بلکہ فخر کریں گے کہ ہم سب پاکستانیوں نے مل کر عام ہیجان اور اضطراب کے زمانہ میں انسانیت عامہ کی اس قدر عظیم الشان خدمت انجام دیں ۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

اب بڑا اہم کام ہمارے سامنے یہ ہے کہ دستور سازی کی مہم ایسے قابل، فہیم، مضبوط اور محتاط ہاتھوں کے سپرد ہو جو اس ریزولیوشن کے خاص خاص نکتوں کی حفاظت کر سکیں ۔ اس کے منشا کو بخوبی سمجھ سکیں اور جو دستور تیار کیا جائے وہ صحیح لائن سے ہٹنے نہ پائے ۔ یہ بہت کٹھن مرحلہ ہے جو اللہ ہی کی توفیق سے آسان ہے ۔ بہرحال ہم آئندہ کام کرنے میں ہر قدم پر اس چیز کے منتظر رہیں گے۔ وباللہ التوفیق ۔

بقیہ: جعلی پیر

وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو عوام کی اخلاقی شائستگی اور ان کے ایمان و اعتقادات کی بربادی کا باعث بنی ہیں ۔ جب تک معاشی اور سماجی حالات میں بنیادی تبدیلیاں رونما نہ ہوں اس وقت تک "غیب" کی باتیں بتانے والوں، جادوگروں، شعبدہ بازوں، نجومیوں اور تعویذ گنڈے کرنے والوں کے پنپنے کا امکان ہے ۔ لیکن معاشرے پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہر فرد یہ دیکھے کہ ایسے لوگوں کی یہ کمینہ حرکات اسلام کی حقانیت پہ آنچ نہ آنے دیں ۔ تمام جعلی پیروں کو گھیرے میں لے لینا چاہئے ۔ پولیس کو ان کی تلاش اور پہچان میں کوئی مشکل نہیں پیش آنی چاہئے ۔ کیونکہ ان کی لذات

اور حرص ایسی چیزیں ہیں جو چھپ نہیں سکتیں ۔ بہرحال پولیس کے عملہ کو سخت احکام جاری ہونے چاہئیں کہ

وہ ایسے سچے اللہ کے بندوں اور قابلِ توقیر روحانی مربیوں سے ہرگز نہ الجھیں جو خاموش طریقے سے اپنے خالق و مالک کی عبادات میں منہمک ہیں، جو نہ عوام کی دولت لوٹتے پھرتے ہیں اور نہ اپنا علم فروخت کرتے پھرتے ہیں۔ بلکہ بغیر کسی مادی منفعت کے خلقِ خدا کی بھلائی اور بہبود میں مصروف ہیں۔ بایں ہمہ یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ بوگس پیروں کی بیخ کنی تنہا پولیس ہی کی ذمہ داری نہیں ہے ایسے لوگ مذہبی رہنماؤں کے لئے بھی ایک بہت بڑا چیلنج ہیں کیونکہ یہ بناوٹی "ماہرین روحانیات" اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لئے عوام الناس کو اُن کے مذہب کی ضروری معلومات بہم پہنچانا علماءِ اسلام کی ذمہ داری ہے۔

(ترجمہ، محمد عثمان غنی)

پروگرام

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

۲۰ ستمبر بروز جمعہ: بعد نماز عشاء جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس کی صدارت فرمائیں گے۔

۲۵ ستمبر بروز بدھ صبح آہو ایکسپریس سے خانیوال دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا کے سالانہ جلسے میں شرکت فرمائیں گے اور اسی روز بعد دوپہر بذریعہ آہو ایکسپریس واپس لاہور تشریف لے آئیں گے۔ انشاء اللہ۔ (حاجی بشیر احمد)

انجمن فدایانِ اسلام گوجرانوالہ کا انتخاب

انجمن فدایانِ اسلام گوجرانوالہ کا تیسرا سالانہ انتخاب گذشتہ روز دفتر انجمن میں زیر صدارت مرکزی صدر حافظ خلیل الرحمان ضیاء منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا:۔

صدر، محمد امین جاوید۔ سیکرٹری، طارق محمود کھوکھر، سینئر نائب صدر، عبدالقیوم صابر۔ جونیئر نائب صدر۔ محمد آصف۔ خازن، ارشد امین۔ نائب سیکرٹری، پرویز شوکت ملک، سیکرٹری نشر و اشاعت۔ خالد شریف ملک۔

اطلاعات و اعلانات

● مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ عقب کچہری روڈ ملتان کا پندرھواں سالانہ تبلیغی جلسہ ۴، ۵، ۶ اکتوبر ۱۹۶۸ء مطابق ۱۱، ۱۲، ۱۳ رجب بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو باغ لانگے خاں ملتان میں ہو رہا ہے جس میں چوٹی کے مشائخ عظام و علمائے کرام و قراء صاحبان و شعراء حضرات تشریف لا رہے ہیں احباب سے شرکت کی پر زور درخواست ہے۔

(مولانا، غلام قادر مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ ملتان)

● جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان کا سالانہ جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ ستمبر بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کے نامور علماء کرام اور بزرگان دین شمولیت کریں گے۔

ابوالحسن قاسمی مہتمم جامعہ تعلیم الابرار ملتان

● مدرسہ تعلیم الفرقان رجسٹرڈ مریڑ حسن راولپنڈی کا آٹھواں سالانہ جلسہ مورخہ ۴، ۵ اکتوبر ۱۹۶۸ء بروز جمعہ، ہفتہ بعد از نماز عشاء منعقد ہوگا جس میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی اور مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی تشریف لائیں گے

(قاری محمد دین مہتمم مدرسہ تعلیم الفرقان مریڑ حسن راولپنڈی)

● راولپنڈی کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی زیر سرپرستی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف مولانا خان محمد صاحب نقشبندی، مجددی بتاریخ ۲۰، ۲۱ ستمبر بروز جمعہ، ہفتہ بمقام جامع حنفیہ ورکشاپی محلہ میں منعقد ہوگا۔ جس میں ملک کے مشاہیر علماء کرام و مشائخ عظام شرکت فرمائیں گے۔

(قاری محمد شریف قصوری)

تلاشِ گمشدہ

● عبدالرشید ولد عمر دین طالب علم جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ مورخہ ۲۴ اگست سے غائب ہے۔ وہ اپنے گاؤں بھی نہیں گیا اگر وہ کسی مدرسہ میں ہو تو مطلع فرمادیں اگر عبدالرشید خود پڑھے تو فوراً اپنے والدین کو اپنی اطلاع دیوے اس کے گھر والے بہت پریشان ہیں۔

عبداللطیف انور ناظم جامعہ اشرفیہ شاہکوٹ

حافظ عبدالرحیم عمر ۲۵ سال رنگ سانولہ ولد شیران پٹھان ساکن بستی بزدار شمالی ضلع ڈیرہ غازیخان عرصہ چار سال سے لاپتہ ہے وہ جہاں کہیں یہ اعلان خود پڑھے یا اس کا پتہ کسی اور صاحب کو معلوم ہو تو برائے کرم پتہ ذیل پہ اطلاع دیں

(قاری محمود الحسن خطیب جامع مسجد اسلامیہ پارک پونچھ روڈ لاہور)

● دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا ضلع ملتان کا پندرھواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۲، ۳، ۴ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ بمطابق ۲۵، ۲۶، ۲۷ ستمبر ۱۹۶۸ء بروز بدھ، جمعرات، جمعہ بمقام عیدگاہ کبیروالا منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں پاکستان کے جید علمائے کرام و مشائخ عظام ایمان افروز مضامین عالیہ پیش فرمائیں گے۔

دارالعلوم کی چند خصوصیات

بفضلہ تعالیٰ مغربی پاکستان میں ایک اعلیٰ مرکزی ادارہ ہے۔ اعلیٰ تعلیم اور عمدہ نظام کی وجہ سے مشرقی و مغربی پاکستان ہر دو صوبہ کے طلبہ کثرت سے دارالعلوم ہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ دارالعلوم میں درجہ عربی میں ابتدائے عربی سے لے کر انتہا تک اور دورہ حدیث شریف کی تعلیم ہوتی ہے۔ درجہ حفظ و ناظرہ بھی جاری ہے۔ درجہ اردو میں مڈل تک کی تعلیم کا مکمل نظام ہے۔ "مدرسۃ البنات" بھی جاری کر دیا گیا ہے۔ درجہ عربی میں آٹھ استاد اور درجہ حفظ و ناظرہ میں ماہر فن و تجوید و قاری صاحبان ۶ اور مدرسۃ البنات میں دو معلمات اور درجہ مڈل میں گیارہ استاد پوری تندہی و جانفشانی سے تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بیرونی و مقامی طلباء و طالبات کی مجموعی تعداد آٹھ سو ہے۔ جن میں سے تقریباً دو سو طلباء کی جملہ ضروریات طعام و قیام، روشنی و کتب وغیرہ کا دارالعلوم کفیل ہے۔ مدرسین کے علاوہ دس اور ملازمین مختلف شعبہ جات میں کام کر رہے ہیں۔ دارالعلوم میں اس وقت اکیس کمرہ جات پختہ بیرونی طلباء کی رہائش کے لئے۔ آٹھ درسگاہیں پختہ تعلیم کے لئے سات کمرہ جات پختہ بمع دو طرفہ برآمدہ برائے تعلیم درجہ مڈل سکول اور ایک کمرہ بمع وسیع برآمدہ برائے درجہ حفظ و ناظرہ اور گیارہ عدد حویلیاں۔ ہر حویلی میں دو دو کمرے برائے رہائش اساتذہ کرام اور ایک وسیع مطبخ پختہ اور گودام خانہ کا ایک وسیع تر پختہ کمرہ۔ اور کتب خانہ کا ایک وسیع کمرہ نیز مدرسہ کا صدر دروازہ نہایت پختہ وسیع و دلکش مکمل ہو چکے ہیں۔ پانی کے لئے ٹیوب ویل اور روشنی کے لئے بجلی کا انتظام بھی مکمل ہو چکا ہے۔ دارالعلوم کا سالانہ خرچ ایک لاکھ تیرہ ہزار روپیہ تک پہنچ گیا ہے اور مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں دارالعلوم حکومت پاکستان کا تسلیم کردہ رجسٹرڈ خیراتی ادارہ ہے جس کے چندہ کی جملہ رقوم انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں اور حسابات رجسٹرڈ آڈیٹرز کے ذریعہ آڈٹ ہوتے رہتے ہیں۔ (مولانا محمد منظور الحق صاحب)

● جامع مسجد باغ والی بیرون موچی دروازہ لاہور میں مورخہ ۲۰ ستمبر بروز جمعۃ المبارک ½ ۱۲ بجے قبل از جمعہ مسئلہ ختم نبوت پر حضرت مولانا محمد نور الحق صاحب نعمانی مبلغ تحفظ ختم نبوت لاہور خطاب فرمائیں گے۔

(محمد احمد خطیب جامع مسجد ہذا)

بچوں کا صفحہ

فرماں بردار بچے

حافظ محمد امین، بورسٹل سکول بہاولپور

حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اکلوتے بیٹے تھے اور بڑھاپے میں بڑی دعاؤں کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ اسمٰعیل کے معنی بھی یہی ہیں۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر مبارک تیرہ سال کی ہوئی تو ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب آیا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے پہلے دن سو اونٹ دوسرے دن دو سو اونٹ قربان کئے۔ لیکن تیسری رات واضح خواب آیا کہ نہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی کی قربانی درکار ہے۔ اللہ اللہ نوجوان اکلوتا بیٹا بڑھاپے کی دعاؤں کا نتیجہ، ماں اور باپ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لاڈلا نور نظر خدا نے مانگ لیا۔

ناظرین! کسی بچے کی شہادت یا وفات پر راضی با رضا ہونا کچھ اور بات ہے۔ لیکن خود ہاتھ سے اپنے اکلوتے جوان بیٹے کے گلے پر چھری چلانا دل گردے کا کام بلکہ اللہ والے ہی ایسا کر سکتے ہیں۔

بہرحال حضرت ابراہیم علیہ السلام راضی برضا ہو گئے اور اپنے بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے اپنا خواب بیان کیا اور صلاح پوچھی کہ بیٹا! مجھے خواب آیا ہے کہ میں تم کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ تمہاری اس کے متعلق کیا رائے ہے؟

اب فرمانبردار بیٹے نے یہ نہیں کہا کہ میں اکلوتا ہوں، لاڈلا ہوں، جوان ہوں کوئی اور سبیل نکالیں۔ نہ چوں نہ چرا بلکہ اُف تک نہیں کیا۔ اور عرض کی۔ ابا جان! جس طرح خدا نے حکم دیا ہے اُسی طرح کریں بلکہ جلدی کریں۔ مجھے انشاء اللہ آپ فرمانبردار اور صابر پائیں گے۔ مزید یوں کہا۔ کہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں تاکہ محبت پدری خدا کے حکم کی ادائیگی میں حائل نہ ہو جائے۔

اب خدا کی شان دیکھو کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کو لٹا کر چھری چلائی تو دیکھا کہ دنبہ ذبح ہو چکا ہے۔ اور حضرت اسماعیلؑ پاس کھڑے مسکرا رہے ہیں اور یہ سب کچھ خدا کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے کیا کہ حضرت اسماعیلؑ کو نکال لیا اور دنبہ رکھ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محسوس بھی نہ ہونے دیا۔ یوں بھی ہے کہ جب دونوں راضی ہو گئے اور باپ نے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی۔ تو آواز آئی کہ اے ابراہیم! آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ یہ تو ایک آپ کا امتحان تھا جس میں آپ پورے اترے۔ اب اس کے بدلے میں مینڈھا ذبح کر دیں جو حضرت اسماعیل کی جگہ ہو گا۔

بچو! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کا حکم۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے باپ کا کہا مانا تو اللہ تعالےٰ نے دونوں پر فضل و کرم فرما دیا۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اس سالگرہ کو تا قیامت جاری کر دیا۔

لکھا ہے کہ ایک جہاز کے کپتان نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ جب تک میں نہ کہوں اس جگہ سے نہ ہلنا اور اس جگہ کی حفاظت کرنا۔ یہ کہہ کر باپ تو چلا گیا اور جہاز کی حفاظت میں مصروف ہو گیا۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ سارا جہاز آگ کی لپیٹ میں آ گیا اور جہاز کا کپتان بھی جل گیا۔ اب آگ کے شعلے اس لڑکے کی طرف بڑھے۔ اس کے لباس کو آگ لگی۔ حسین چہرہ جھلس گیا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ اتنا پکارتا رہا کہ ابا جان! میں اس جگہ سے ہٹ جاؤں یا نہ۔ مگر آواز کہاں سے آتی۔ اُس کا باپ تو پہلے ہی جان دے چکا تھا مگر فرمانبردار بیٹا باپ کو پکارتا ہی رہا۔ کہ ابا جان! اجازت ہو تو یہاں سے ہٹ جاؤں۔ مگر جواب کہاں سے آتا۔ آخرکار فرمانبردار بیٹا وہیں جل کر مر گیا۔ مگر باپ کے حکم کے مطابق وہاں سے ایک انچ بھی آگے پیچھے نہ ہٹا۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُس بہادر اور فرمانبردار بیٹے کا نام آج بھی کتابوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو ماں باپ کا فرمانبردار بنائے۔ کیونکہ والدین ہمیشہ اپنی اولاد کے لئے تن من دھن قربان کرتے ہیں۔ ان کا بڑا حق ہے۔

ماں کی قربانی تو عام ہے مگر باپ بھی اولاد پر قربان ہو جاتا ہے۔ بابرؒ کی کہانی تو آپ جانتے ہی ہیں کہ جب ہمایوںؒ بہت زیادہ بیمار ہوئے اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ تو وزراء اور حکماء نے کہا کہ بادشاہ اپنی عزیز ترین چیز قربان کرے۔ ان کی مرضی کوہ نور نام کا قیمتی ہیرا تھا۔ مگر باپ کی محبت نے فیصلہ کیا کہ نہیں۔ میری جان زیادہ قیمتی ہے۔ چنانچہ صدق دل سے دعا کی۔ اے باری تعالےٰ! میرے بچے کو صحت دے اس کو زندگی نصیب کر اور اس کی جگہ میری جان قبول فرما لے۔

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا۔

میرے پیارے بچو! جب خدا اور رسول کا بھی یہی حکم ہو۔ اور دین و دنیا کا فائدہ بھی والدین کی تابعداری میں ہو۔ اور وہ یعنی والدین اولاد کے لئے سب کچھ قربان بھی کرنے والے ہوں تو ہم ان کا کیوں حکم نہ مانیں۔ بڑے ہی خوش قسمت ہیں وہ بچے جو والدین کا کہا مانتے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ آپ سب نیک اور فرمانبردار ہوں۔

دعا

محمد اظہار الحق اظہار

خدایا مجھے نیک رستہ دکھا دے
مجھے ہر برے کام سے تو بچا
مرے دل میں اسلام کی ہو لگن
مجھے خادم ملک و ملت بنا
مرا ہر عمل حسب قرآن ہو
محبت مجھے دین کی کر عطا
وہ سر دے جو تیرے ہی در پر جھکے
وہ دل دے کہ جس میں ہو خوف و رجا
تری ہی رضا مجھ کو مطلوب ہو
ترا ہی کروں ذکر صبح و مسا
بچا شرک و بدعت سے یا رب مجھے
کروں دل سے میں طاعت مصطفےٰؐ
ہر اک آزمائش میں اظہار کو
خدایا وہ استقامت دکھا

رجسٹرڈ ایل۔ نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۴۸۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۵۹-۲-۶۷۶۸/۳۹ D مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G۸۸۲/۴۶-۴۴-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

رسالہ موسومہ ضرورة القرآن

قیمت ۲ر

مرتبہ حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

(۱) دہریت۔ الحاد اور زندقہ کے مریضوں کا معالج۔

(۲) الہامی استاد اور الہامی قانون (قرآن) کی ضرورت بتلانے والا۔

(۳) عروج و ترقی کے صحیح مفہوم کا ترجمان۔

(۴) مسلمانوں کی ذلت کا اصلی سبب بتلانے والا۔

(۵) مسلمانوں کو حصولِ عزت کا ذریعہ سمجھانے والا۔

حجم رسالہ سرکاری درسی کتب کے ۹۰ صفحات جتنا ہے کتابت طباعت کاغذ عمدہ۔

ہدیہ ۴۰ پیسے محصولڈاک ۱۵ پیسے

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

گلدستۂ احادیثِ نبوی

مرتبہ حضرت مولانا الحاج مولوی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا ارشاد فرمایا ہے صحابہ کرام نے حضور انور کو دیکھا آپ کے ارشادات سنے آپ کے افعال کا مشاہدہ کیا اور آپ کا اتباع کرکے رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل کیا اور جنت میں جا پہنچے۔ موجودہ علوم میں سے جو علم آپ کے اقوال و افعال کا ترجمان ہے۔ وہ علم حدیث ہے جو شخص اسوۂ حسنۂ نبویہ کو معلوم کرنا چاہے۔ وہ علم حدیث کے بغیر معلوم کر ہی نہیں سکتا گلدستۂ احادیث نبوی میں مختلف مضامین کی ۹۰ حدیثیں جمع کی گئی ہیں اور وہ فقط بخاری شریف اور صحیح مسلم سے انتخاب کی گئی ہیں کسی حدیث کا متن اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ تاکہ مسلمان بآسانی یاد کرسکیں اور ان ارشادات پر انسان عمل کرے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے نجات یقینی ہے

ہدیہ ۴۰ پیسے محصولڈاک ۱۵ پیسے

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور

M.Bash R.. AHORE

شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

اس مختصر سے رسالہ میں ذات باری تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہر ایک اسم کی تشریح و وضاحت نہایت ہی عمدہ اور عام فہم پیرایہ میں کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ اگر انسان ان اسماء کا مظہر بننا چاہے تو اپنے آپ کو ان کی خصوصیات سے کس طرح متخلق بنائے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی ہر صفت کے سامنے کس طرح حق عبودیت ادا کرے؟

نیز مضمون کو عام فہم بنانے کیلئے عند الضرورت حجۃ الاسلام امام غزالی رح اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی تصریحات بھی درج ہیں۔

اس رسالہ کے اخیر میں ہندوستان کے مقتدر علمائے کرام کی تصدیقی آراء بھی موجود ہیں رسالہ کا حجم سرکاری درسی کتب کے ۸۰ صفحات جتنا ہے کتابت عمدہ

قیمت ۵۰ پیسے محصولڈاک ۱۵ پیسے

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

تجلیۂ جدیدہ

دیدہ زیب رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ہدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے

وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ملفوظاتِ طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے

ہدیہ رعایتی ۲/۲۵۔ محصول ڈاک ایک روپیہ

کل ۳/۲۵ روپے

بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہوگی

ملنے کا پتہ

دفتر انجمن خدام الدین، شیراں والا دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔